سلسلة فقه الحديث

طہارت کے جدید وقدیم مسائل

كتاب الطهارة

فقه الطهارة بإزالة النجاسة ورفع الحدث

مصنف
دکتور حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

Volume-1/6 جلد اول

جدید ایڈیشن

Updated On 10-Jan-2026

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

نظرِ ثانی
شیخ رضاء اللہ عبد الکریم المدنی حفظہ اللہ
خادم الحدیث والافتاء جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی (پھاٹک حبش خان دہلی)

ازالۂ نجاست

Volume-1/6 جلد اول

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا، ان شاء اللہ، کئی ماہ تو، دن کے ساتھ مکمل راتیں بھی لگ گئیں الحمد اللہ، چار مسالک کے فقہی اقوال جمع کر کے اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے سارے جدید اور قدیم مصادر و کتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی محنت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل، کہ یہ اس کی توفیق سے ممکن ہو سکا۔

(رَبّنَا تَقَبّلْ مِنّا)

اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس کام کے ساتھ ساتھ دیگر آسک اسلام پیڈیا کے پراجکٹس پر بھی کام جاری ہے اور اس کے علاوہ تفسیر کے پراجکٹس اور فقہ کے پراجکٹس پر بھی کام جاری ہے لہذا الگ الگ پراجکٹس کے لئے بھی وقت کو تقسیم کرنا پڑتا ہے، تاخیر کے لئے میں معذرت خواہ ہوں ان حضرات سے جو کتاب الطہارۃ کے منتظر تھے۔ شکریہ

دکتور حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

سلسلة فقه الحديث

كتاب الطهارة

فقه الطهارة بازالة النجاسة ورفع الحدث

ازالۂ نجاست

جلد اول

مصنف : دکتور حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

نظرِ ثانی شیخ رضاء اللہ عبدالکریم المدنی حفظہ اللہ
خادم الحدیث والافتاء جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی (پھاٹک حبش خان دہلی)

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

COPYRIGHT جملہ حقوق محفوظ
All Rights Reserved

02-Jan-2026

ادارہ "آسک اسلام پیڈیا" اپنی تمام مطبوعات کو اصلاحِ معاشرہ، تزکیۂ اخلاق اور دین کی خدمت کے جذبۂ اخلاص سے شائع کرتا ہے، تاہم طباعتی یا فنی امور میں اگر کوئی انسانی خطا یا سقم رونما ہو جائے تو ادارہ کسی بھی وقت اصلاح اور تصحیح کا مکمل اختیار اور حقوق رکھتا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

الطهور شطر الإيمان

سلسلۃ فقہ الحدیث
کتاب الطہارۃ
فقہ الطہارۃ بازالۃ النجاسۃ ورفع الحدث
ازالۂ نجاست جلد اول

فہرس

مقدمہ اولی

- زیرِ نظر کتاب کی خصوصیات 3
- ازالہ نجاست اور رفع حدث کے موضوعات کا جامع احاطہ 4
- مختلف فقہی آراء کی اہمیت اور افادیت 4
- اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے ؟ 5
- اس کتاب کا اجمالی تعارف مندرجہ ذیل ہے 5
- طہارت عبادات کی صحت اور قبولیت کا اولین ذریعہ 5
- مستدل روایات، تحقیق اور تخریج 5
- مصادر اور مراجع 6
- مضامین کی گہرائی اور زبان کی سادگی کا امتزاج 6
- نظرِ ثانی 6
- ہدیہ تشکر 6

مقدمہ ثانیہ

- صلاۃ کے لغوی معنی 8
- صلاۃ کے شرعی معنی 8
- قرآن 8

- حدیث 9
- صلاۃ (نماز) کی اہمیت 9
- نماز کے شرائط 10
- صلاۃ (نماز) کے اَرکان 10
- صلاۃ (نماز) کے واجبات 11
- نماز کے 9 شروط (شرائط) 12
- A شروط صحت 12
- B شروطِ وجوب 12
- نماز میں ستر کے مسائل [ستر العورۃ] 13
- استقبالِ القبلہ شرط ہے نماز کیلئے 14

ابتدائیہ

- طہارت کا لغوی معنی 17
- طہارت کی ضد 17
- طہارت کا اصطلاحی معنی 18
- طہارت کی اقسام 18
  - معنوی طہارت 18
  - معنوی طہارت حاصل کرنے کے وسائل اور ذرائع 19
  - حسی طہارت 19
  - حسی طہارت حاصل کرنے کے وسائل اور ذرائع 20
- طہارت کی اہمیت 20
  - رفعِ حدث اور ازالۂ نجاست کا علم ضروری ہے 20

خلاصہ 21
طہارت سے اعراض کرنے والوں کا انجام 22
حدث اور نجاست سے پاکی حاصل کرنا، طہارت ہے 23
الباب الاول 23
نجاسات 23
الباب الثانی 23
حدث 23
حدث کی اقسام 23
الباب الاول 24
انواع النجاسات 24
(1) آدمی کا پیشاب و پاخانہ 24
سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل 24
(2) خون کا حکم: (حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا) 24
(3) انسانی جسم سے نکلنے والے حیض اور نفاس کے علاوہ خون کا حکم 25
سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل 26
آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے دلائل [؟] 27
مقالہ ونوٹس 28
کیا انسان یا جانور کا بہتا خون ناپاک ہے؟ 28
سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل 28
آثارِ سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم 29
شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 30
امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول 31

- شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول 31
(4)ودی کا حکم 32
(5)مذی کا حکم 32
- انواعِ نجاسات 33
(6)وہ حلال جانور جس کو شرعی طریقہ سے ذبح نہ کیا گیا ہو یعنی 33
(7)زندہ حلال جانور سے اسکی حالت زندگی میں کاٹی گئی چیز ناپاک ہے یا نہیں؟ 34
- پہلا مسئلہ: کسی زندہ سے کاٹی گئی چیز جبکہ اس میں خون ہو 35
(8)مردار جانور کی کھال کے علاوہ اجزاء کا حکم 35
- دوسرا مسئلہ: بغیر خون والے زندہ حلال جانور سے جدا ہوئی چیز 35
(9)نجاست کے حکم سے مری ہوئی مچھلی اور ٹڈی مستثنی ہیں 35
- حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما 36
(10)کیا دباغت سے ہر جانور کی جلد پاک ہو جاتی ہے؟ 37
- دباغت سے متعلق علماء کرام کے اقوال 37
(11)انسان میت ہو تو اسکا کیا حکم ہے؟(انسان کا مردار جسم؟) 38
(12)جانوروں کا پیشاب اور گوبر(لید) 39
- امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 40
- امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول 41
- امام ابن القیم کا رحمۃ اللہ علیہ اقول 41
- امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 42
- امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول 43
- شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی 44
- شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کا ماخذ 44

(13) غیر ماکول اللحم 47
(14) حلال جانور کی اوجھڑی جسم پر لگ جائے تو نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا 49
(15) آیا کتے کا صرف گوشت اور لعاب ناپاک ہے یا اس کا سارا جسم؟ 50
- پہلی حدیث 50
- دوسری حدیث 51
- تیسری حدیث (حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) 51
- چوتھی حدیث (حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) 51

(16) آیا گدھے کا گوشت ہی ناپاک ہے یا اس کا تمام جسم؟ 52
- حدیثِ انس رضی اللہ عنہ 52

(17) الجلّالة یعنی نجاست خور جانور (کا حکم؟) 54
- پہلی حدیث حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما 54
- دوسری حدیث: (حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما) 55
- تیسری حدیث: (حدیثِ عبد اللہ بن عمرو السہمی رضی اللہ عنہ) 55
- چوتھی حدیث: (حدیثِ ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہ) 56

(18) بلا خون والے حشرات اور جانور مثلاً: مکھی، چیونٹی اور مکھڑی 58
- شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول 58

(19) جنگلی جانوروں کا گوشت ناپاک ہے یا ان کا تمام جسم بھی؟" 60
- پہلی حدیث 60
- دوسری حدیث 61
- خلاصہ 66

(20) بچا ہوا یعنی کھا کر بچائی گئی جھوٹی چیز کا حکم 67
1۔ کتے کا بچا ہوا ناپاک ہے 67

- پہلی حدیث 67
- دوسری حدیث 67

2۔ گدھے کا بچا ہوا ناپاک ہے؟ 68
- قول اول 68
- قول الثانی 69

3۔ خنزیر کا بچا ہوا ناپاک ہے 69

4۔ جنگلی جانور کا بچا ہوا پاک ہے یا ناپاک؟ 69
- قول اول 69
- قول الثانی 70

5۔ آدمی کا بچا ہوا پاک ہے چاہے وہ مسلمان مرد و عورت کا ہو یا غیر مسلم کا 71
- حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ 72
- حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا 72

6۔ بلی کا جھوٹا پاک ہے 75
- پہلی حدیث 75
- دوسری حدیث 76
- بلی کے جھوٹے کو ایک بار دھونے والی حدیث 76

7۔ منی پاک ہے 77
- (منی کی پاکی کے قائل فریقِ اول) 77
- امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 77
- حدیثِ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا 78
- منی کی ناپاکی کے قائل فریق دوم 79
- امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 79

- حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا 80
- منی کے بارے میں شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی 80
- دائمی فتوی مستقل کمیٹی کے علماء کرام کا فتوی 81
- اگر کپڑوں پر منی گر جائے تو کیا وہ نجس ہو گا؟ 81

8۔الخمر (شراب) 81

- شراب نجس ہے یا پاک؟ 81
- شراب کو حسی اور معنوی نجس قرار دینے والا فریق اول 81
- شراب کو حسی کے بجائے معنوی نجس قرار دینے والا فریق دوم 83
- شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی 83
- بعض اہل علم یہ کہتے ہیں کہ شراب کی نجاست حسی نہیں بلکہ معنوی ہے ... 84
- شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 85

9۔کیا قے نجس ہے؟ 87

= فریق اول 87
- قے کی نجاست کو ثابت کرنے والی روایت اور اس کی تحقیق 87
- پہلی حدیث 87
- قے کے نجس ہونے والی دوسری روایت اور اس کی تحقیق 88
- امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 89
- امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 90
- امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول 90
- شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ 90
- قئے کی عدم نجاست کے قائل 91

= فریق دوم 91

✤ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 91
✤ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 92
10۔حائضہ و جنبی کا پسینہ پاک ہے 92
✤ حائضہ اور جنبی کے پسینے کا حکم 92
✤ پہلی حدیث 92
✤ دوسری حدیث 93
✤ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 94
✤ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 94
✤ امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول 95
✤ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 96
✤ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 96
11۔ان جانوروں یا پرندوں کے بچے ہوئے جھوٹے کا کیا حکم؟ 96

نجاستوں کو زائل کرنے کے طریقے

تمہید 100
غسل یعنی دھونا 100
(1)پانی سے استنجاء 100
(2)پتھر سے استنجاء(3)اوراق/پیپر سے استنجاء 101
✤ پیشاب کی صفائی کا طریقہ 102
✤ سنت نبوی ﷺ کے دلائل 103
(4)جوتی میں لگی نجاست کو زمین پر گھس کر صاف کیا جاسکتا ہے 103
(5)حیض کے خون کی صفائی 104

(6)خواتین کے لٹکتے کپڑوں کی گندگی کا مسئلہ 105
(7)منی کو زائل کرنے کا طریقہ 105
(8)مردار حلال جانور کے چمڑے کی صفائی کا طریقہ 106
(9)چوہا کسی چیز میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟ 106
(10)نجاست پر مشتمل تبدیل شدہ پانی کا حکم 107
(11)پانی سے صفائی 107
نجاستوں کے ازالہ کا مختصر بیان مع حوالہ جات 108
آدابِ قضائے حاجت - آدابِ استنجاء 110
(1)قضائے حاجت کے لئے آبادی سے دور یا لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو جائیں 111
(2)راستوں، سایہ دار درختوں یا لوگوں کے فائدہ مند مقامات۔۔۔ 111
(3)ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کیا جائے 112
(4)بیماری، سردی یا کسی مشقت کی وجہ سے برتن میں پیشاب کرنا جائز ہے 112
(5)زمین سے قریب ہونے تک کپڑے کو نہ اٹھائیں تاکہ ستر ڈھکی رہے 113
(6)بیت الخلاء میں بایاں پاؤں داخل کرتے ہوئے یہ دعاء پڑھی جائے 113
(1/7)قبلہ کی طرف رخ نہ کرے (شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ) 113
(2/7)بیت الخلاء میں قضائے حاجت کے دوران قبلہ کی جانب منہ اور پیٹھ نہ کریں 114
(8)کپڑے اور بدن کو پیشاب کے چھینٹوں سے محفوظ رکھیں 115
(9)دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کریں 116
پہلی حدیث 116
دوسری حدیث 116
(10)پانی میسر ہو تو اسی سے استنجاء کریں 117
(11)اگر پتھر سے استجمار کرے یعنی پاخانہ صاف کرے تو تین۔۔۔ 117

(12) گوبر [لید] اور ہڈی سے استنجاء نہ کرے 117
(13) قضائے حاجت کے دوران سلام کا جواب نہ دے 117
(14) بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد 117
✤ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا 117
(15) قضائے حاجت کے بعد صابن کا استعمال 118
(16) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا 118
(17) "Urinary Pot" کا استعمال 118
✤ حدیث امیمہ رضی اللہ عنہا 118
(18) "Urinary Pot" کا پیشاب جلد از جلد پھینک دیں 118
(19) پیشاب کرنے کے دوران نہ سلام کریں اور نہ ہی سلام کا جواب دیں 119
(20) پیشاب کرنے کے لیے دیوار یا کسی چیز کی آڑ لینی چاہئے 120
(21) جماعت کے لیے اقامت کی صورت 121
(22) بحالتِ مجبوری کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے 122
(23) غسل خانوں میں پیشاب کرنا منع ہے 122
(24) "Attached Bathroom" بنانا ثابت ہے 123
✤ صالح المنجد حفظہ اللہ: شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ 124
(25) پیشاب یا پاخانے سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ منہ دھونا 124
(26) طہارت یعنی غسل اور وضوء وغیرہ کی شروعات سیدھے ہاتھ سے کرنی چاہئے 125
(27) طہارت میں مبالغہ "Maximum Effort" کرنا چاہئے 126
(28) پیشاب کرتے وقت اپنے عضو کو اپنے داہنے ہاتھ سے نہ پکڑیں 126

پانی سے متعلق مسائل

(1)ماء مستعمل کی تعریف 128
(2)ماء مخالط طاہر 128
پانی پر ناپاکی کا حکم کیسے لگائیں؟ 130
✽ دلیل: حدیث بئر بضاعۃ 130
(3)دو مٹکے سے کم پانی کی دو قسمیں: 1-دو مٹکوں سے کم پانی 2-بہت ہی تھوڑا پانی 135
✽ شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول: 135
(4)اگر پانی میں ہواؤں یا پانی کے بہاؤ سے بہتے ہوئے--- 135
(5)پانی میں یا حوض میں اگنے والے پودے یا پانی--- 135
(6) اگر پانی میں مٹی گرنے سے اس کا رنگ بدل جائے--- 136
(7) بدبودار و متعفن پانی یا بہت دنوں سے ٹھہرے ہوئے بدبودار پانی--- 136
(8) اگر جسم کے کسی عضو پر زعفران یا آٹا--- 136
(9)مذکورہ نکتہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ صابون کے ساتھ غسل کرنے کی 136
(10) ماء مشمس یا ماء ساخن یعنی سورج کی گرمی--- 136
(11) زمزم کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ 136
(12) پاک پانی 136
(13)اصل یہ ہے کہ پانی پاک ہے اور اگر اس کی پاکی کے تئیں--- 137
(14)اگر پانی کی نجاست زائل ہو جائے تو اس پانی کا کیا حکم ہے؟ 137
(15)علماء کے نزدیک استحالہ سے پاک ہو جانے کا تصور--- 137

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقدّمة

إنّ الحمْدَ للهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنّ مُحَمّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، وَسَلّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، أَمّا بَعْدُ:

طہارت (پاکیزگی) کی اہمیت اسلام میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اور نماز (صلوۃ) کے قبول ہونے کے لیے ایک لازمی شرط ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

((عَنْ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ، وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ))

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کوئی بھی نماز بغیر پاکی (وضو) کے اور کوئی بھی صدقہ چوری کے مال سے قبول نہیں کرتا"۔

(تخریج الحدیث: « صحیح مسلم/الطہارۃ 2 (224)، سنن الترمذی/الطہارۃ 1 (1)، (تحفۃ الأشراف: 7457)، وقد أخرجہ: مسند احمد (2/20، 39، 51، 57، 73) (صحیح) »)

فقہ اسلامی میں طہارت کے باب میں ازالۂ نجاست اور رفعِ حدث کے مسائل انتہائی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ یہ عبادات کی صحت اور قبولیت سے جڑے ہوئے ہیں، ایک مسلمان کے جسم، لباس اور جگہ پر کسی بھی قسم کی نجاست (ناپاکی) اور حدث (نجاست یا ناپاکی کی حالت) کا پایا جانا مسلمان کی طہارت (پاکیزگی) میں خلل پیدا کر سکتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی نماز، روزہ، اور دیگر عبادات متاثر ہو سکتے ہیں اسلام میں طہارت کی بڑی اہمیت ہے اور یہ بنیادی شرط ہے نماز کی ادائیگی کے لئے، قرآن مجید میں

اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 222)

"اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے"۔

اور ایک حدیث میں ہے سیدنا ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((الطّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ))

"پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے"

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ: وضو کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر: 223[534])

لغوی اعتبار سے نجاست کا معنی گندگی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے (تنجس الشیٔ) یعنی کہ چیز ناپاک ہوگئی، گندی ہوگئی، ازالۂ نجاست سے مراد ناپاکی یا نجاست کو دور کرنا ہے یعنی کسی بھی جگہ یا جسم پر جو بھی ناپاکی لگی ہوئی ہو جیسا کہ پیشاب پاخانہ وغیرہ یا دیگر ناپاک چیزیں لگی ہوئی ہوں تو انہیں دور کرنا ضروری ہے تاکہ ایک مسلمان عبادات میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے چنانچہ قرآن اور حدیث میں طہارت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، اس لیے ازالہ نجاست ایک بنیادی عمل ہے جو عبادت سے قبل کی حالت ہے۔

رفع حدث سے مراد وہ عمل ہے جس سے انسان کے جسم سے حکمی ناپاکی یا نجاست دور ہو جائے اور وہ عبادت کے قابل بن سکے۔

حدث وہ حالت ہوتی ہے جو شرعی اعتبار سے رکاوٹ ہو نماز جیسی عبادت ادا کرنے کے لئے، جیسے پیشاب یا پاخانہ کرنا، حیض یا نفاس کا آنا وغیرہ۔ حدث اصغر کی وجہ سے وضو کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ نماز جیسی عبادات کے لیے تیار ہو سکے اور حدثِ اکبر کی وجہ سے غسل کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ نماز جیسی عبادات کے لیے تیار ہو سکے، وضو، غسل دونوں سے شرعی عذر کی بنیاد پر عاجز ہونے کی وجہ سے اسکا بدیل بتایا گیا ہے تیمم اور تیمم وہ طریقے ہیں جس کے ذریعہ رفع حدث کیا جا سکتا ہے۔

قرآن و حدیث میں وضو اور غسل کے اصول واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر:6)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو) اور اگر جنبی ہو تو غسل کر لو"۔

ازالہ نجاست اور رفع حدث کی بڑی اہمیت ہے، اسلام میں، طہارت اور پاکیزگی لازم ہے۔

زیرِ نظر کتاب کی خصوصیات

"سلسلہ فقہ الحدیث، کتاب الطہارۃ، فقہ الطہارۃ بازالۃ النجاسۃ ورفع الحدث"

یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے پہلی اور دوسری جلد "ازالۂ نجاست" پر مشتمل ہے، تیسری، چوتھی اور پانچویں جلد "رفعِ حدث" پر مشتمل ہے اور کتاب کبار علماء کے راجح فقہی فیصلوں کا ڈاکومنٹ ہے:

1) فقہ مقارن اور الفقہ الراجح بالدلیل کے نقولات۔
2) مبتدئین طلبۂ فقہ کو فقہ کی چاشنی کا ذائقہ چکھنے کا سنہرا موقع۔
3) مبتدئین طلبۂ حدیث کو تخریج وعلم الرواۃ کے علم کی تشویق کی ایک پہل۔
4) بعض مقامات پر اہم فقہی مباحث میں المغنی، المجموع للنووی، بدائع الصنائع، بدایۃ المجتہد "الفقہ علی المذاهب الأربعة" للشیخ عبد الرحمن بن محمد عوض الجزیری مصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:1360ھ) کے دور سے پہلے کی کتابوں سے مذاہب اربعہ کے معتبر فقہاء کے کتب سے اقتباسات نقل کر کے اسکا ترجمہ پیش کیا گیا ہے ، کیونکہ اہل علم نے ہمیں درس میں بتایا کے علامہ الجزیری رحمۃ اللہ علیہ نے "الفقہ علی

المذاهب الأربعة "کتاب میں اقوال ائمہ کی نسبت میں چوک کی ہے لہذا وہ غیر معتمد ہے حوالوں میں، لہذا میں نے اصل مصادر سے اقوال کی نسبت نقل کرکے ان اقتباسات کے ترجمہ کئے ہیں جس کے لئے کئی مہینے لگ گئے اور کمر توڑ محنت لگی اور مشینی ترجمہ سے اطمئنان حاصل نہیں ہوتا ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ﴾۔

5) امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب کا مراجعہ، فقہ حنفی کی نسبت کے لئے، امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح السنۃ، امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی کتب، وسنن الترمذی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وغیرہ جو پانچویں صدی سے پہلے کے کتب ہیں ان کے حوالوں کا اہتمام شامل ہے۔

6) جدید و قدیم مسائل و فتاوی کے لئے کبار علماء کے تحقیقی مقالات کا اندراج۔

ازالہ نجاست اور رفع حدث کے موضوعات کا جامع احاطہ:

زیر نظر کتاب میں ازالۂ نجاست اور رفع حدث کے تمام ضروری مسائل کا جامع احاطہ کیا گیا ہے مثلاً: وضو، غسل، تیمم، حیض و نفاس اور استحاضہ کی حالت میں طہارت اور ناپاکی کی مختلف اقسام اور اس بابت پائے جانے والے مختلف فقہی آراء اور اس کی وضاحت شامل کی گئی ہیں تاکہ قارئین کو اس سے متعلق مختلف فیہ مسائل سمجھنے اور راجح جاننے میں آسانی ہو۔

مختلف فقہی آراء کی اہمیت اور افادیت:

زیر نظر کتاب میں فقہائے کرام رحمہم اللہ کے درمیان پائے جانے والے مختلف اقوال کو بھی نقل کیا گیا ہے جیسے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام داود ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کی آراء کا موازنہ کیا گیا ہے تاکہ قارئین مختلف مکاتب فکر کو سمجھ سکیں اور ان کے سبب الخلاف کو جانے (إذا عُرف السبب بطَل العجب) اور ترجیح بالدلیل کا مزاج اپنائے، اس بارے میں قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس کی روشنی میں مختلف آراء پیش کی گئی ہیں۔

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے ؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا ان شاءاللہ، کئی ماہ تو دن کے ساتھ مکمل راتیں بھی لگ گئیں الحمدللہ، چار مسالک کے فقہی أقوال جمع کرکے اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے، سارے جدید اور قدیم مصادر وکتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی وقت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل کہ یہ اسکی توفیق سے ممکن ہو سکا-﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ﴾-

اس کتاب کا اجمالی تعارف مندرجہ ذیل ہے

عصر حاضر میں طہارت کے مسائل:

یہ کتاب عصر حاضر کے حالات میں طہارت کے مسائل پر بھی روشنی ڈالتی ہے، جیسے جدید طبی مسائل، طبی طریقہ کار، اور انسانی جسم کی صفائی سے متعلق مسائل، جو ازالۂ نجاست اور رفع حدث میں اہمیت رکھتے ہیں۔

طہارت عبادات کی صحت اور قبولیت کا اولین ذریعہ:

ازالۂ نجاست اور رفع حدث کے قدیم وجدید مسائل اور فتوے:

کتاب میں قدیم وجدید مسائل اور ان کے حل کے لیے فتویٰ بھی شامل کیے گئے ہیں۔

مستدل روایات، تحقیق اور تخریج:

ہر ایک مسئلہ میں مستدل روایات پیش کی گئی ہیں نیز روایات میں پائے جانے والے صحیح اور ضعیف کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے احادیث پر خصوصیت کے ساتھ محدث العصر الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحکیم لگائی گئی ہے اور دیگر علمائے کرام کی تحقیقات بھی نقل کی گئی ہیں اور حسبِ ضرورت رواۃ کا مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے تاکہ حدیث سے متعلق علمائے کرام کی تحقیقات کو سمجھنے میں

آسانی ہو۔

مصادر اور مراجع:

مصادر اور مراجع کا خاص اہتمام کیا گیا ہے تاکہ اگر کوئی شخص حوالوں کو کراس چیک کرنا چاہے تو آسانی کے ساتھ کراس چیک کر سکے نیز کتب اور ابوابِ کتب کا حوالہ اور ناشر کا نام بھی درج کر دیا گیا ہے تاکہ تمام حوالجات مکمل رہیں۔

مضامین کی گہرائی اور زبان کی سادگی کا امتزاج:

اس کتاب میں فنی و علمی مواد کو نہایت سادہ اور سمجھنے کے لیے آسان اردو زبان میں پیش کیا گیا ہے، اور اصل عربی متن بھی نقل کیا گیا ہے اس کتاب کے مضامین کی گہرائی اور زبان کی سادگی دونوں کا امتزاج قارئین کے لیے فائدہ مند ثابت ہو گا ان شاء اللہ۔

نظرِ ثانی:

اس کتاب کی چار جلدوں (1 تا 4) پر فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبد الکریم المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے نظر ثانی فرمائی ہے پانچویں جلد زیر ترتیب ہے ان شاء اللہ۔

ہدیہ تشکر:

آخر میں تمام احباب کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں جنہوں نے دامے درمے سخنے ہمارے معاون و مددگار رہے خصوصاً فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبد الکریم المدنی رحمۃ اللہ علیہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تمام جلدوں پر نظر ثانی فرمائی اور ان تمام حضرات کا بھی میں شکر گزار ہوں جن کی ہمیں اس کام کی تکمیل میں فنی معاونت (کمپوزنگ، پروف ریڈنگ وغیرہ) حاصل رہی جیسے جناب علی اویس

صاحب اور شیخ عبد الواسع عمری حفظہ اللہ (جزاھم اللہ خیرا)، تمام حضرات کا میں دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں اور اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالی ہم سب کی اس چھوٹی سی کوشش کو قبول فرمائے، میرے لیے اور تمام معاونین کے لیے آخرت کا توشہ بنائے، آمین۔

الحمد لله رب العالمين، وصلى الله وسلم وبارك على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين

والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دکتور ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

تاریخ:26/مارچ/2025ء

مطابق:25/رمضان/1446ھ

مقدمہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّابَعد:

صلاۃ (نماز) ارکان اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے، جو دن ورات میں پانچ مرتبہ فرض ہے، صلاۃ بندے اور اس کے رب کے درمیان مناجات کا ذریعہ ہے، دینِ اسلام میں صلاۃ کی بڑی اہمیت ہے، یہ تمام اعمال میں سب سے زیادہ مقام رکھنے والی عبادت ہے، جو عربی زبان میں ادا کی جاتی ہے، جس میں دعائیں اور اذکار پڑھے جاتے ہیں۔

صلاۃ کے لغوی معنی

صلاۃ ایک فرض عبادت ہے جسے ایک مسلمان دن ورات میں پانچ مرتبہ ایک خاص طریقہ سے ادا کرتا ہے، یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے "دعاء"۔

صلاۃ کے شرعی معنی

صلاۃ ایک فرض عبادت ہے جو معلوم اقوال وافعال کے ذریعہ ادا کی جاتی ہے جس کی شروعات تکبیر اور اختتام تسلیم سے ہوتی ہے۔(الشرح الممتع)

قرآن

قرآنِ مجید میں تقریباً سات سو(700) مرتبہ نماز کا ذکر آیا ہے، فرمان باری تعالی ہے: جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے اور نماز قائم کریں، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ خبر دار ہے العنکبوت:45 اور فرمایا: پس ان کی باتوں پر صبر کر اور اپنے پروردگار کی تسبیح اور تعریف بیان کرتا رہ، سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے

ڈوبنے سے پہلے، رات کے مختلف وقتوں میں بھی اور دن کے حصوں میں بھی تسبیح کرتا رہ، بہت ممکن ہے کہ تو راضی ہو جائے (طہٰ:130)

حدیث

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "پانچ نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک (کا وقفہ) ان (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے جو اس کے درمیان میں ہوں گے جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ (صحیح مسلم:233)

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: وہ (فرق کرنے والا) عہد جو ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان ہے نماز ہے پس جس نے نماز چھوڑ دی وہ یقیناً کافر ہو گیا۔ (جامع الترمذی:2621)

صلاۃ (نماز) کی اہمیت

صلاۃ (نماز) دین کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے جو اعمال میں سب سے زیادہ افضل ہے، یہ مؤمن کے دل کو راحت و سکون پہنچاتی ہے، اور اس کے دل سے زنگ کو دور کرتی ہے، یہ ایک مسلمان کو اللہ تعالی کا فرماں بردار بناتی ہے جو مسلمان نماز نہیں پڑھتا وہ اللہ تعالی کا فرماں بردار نہیں بن سکتا کیونکہ مسلمان اور کافر میں صرف نماز کا فرق ہے، قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہو گا۔

نوٹ: ایک تحقیق (شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ) کے مطابق نماز کے 9 شرائط، 14 ارکان، 8 واجبات اور سنن قولیہ وفعلیہ بہت زیادہ ہیں جنکا ذکر تفصیلی طور پر آیئگا کتاب الصلوۃ میں ان شاء اللہ، کتاب الطہارۃ میں نماز کے شرائط (شرطوں) پر معلومات پیش کی جائیں گی۔

نماز کے شرائط

1) اسلام۔
2) عقل
3) سنِ تمیز (ایک قول)، یا بلوغت (دوسرا قول کے مطابق)۔
4) مقررہ نماز کے وقت کا داخل ہونا۔
5) ستر ڈھانکنا۔
6) نجاست اور گندگی سے طہارت۔
7) حدثِ اکبر اور اصغر سے طہارت۔
8) استقبالِ قبلہ۔
9) نیت۔

صلاۃ (نماز) کے اَرکان

رکن عمداً (جان بوجھ کر) یا بھول جانے سے بھی ساقط نہیں ہوگا، بلکہ اسے ادا کرنا ضروری ہے، اور یہ چودہ ہیں:

1) فرض نماز کے دوران قیام کی استطاعت رکھنے والے پر قیام کرنا۔
2) تکبیرِ تحریمہ یعنی "اللہ اکبر" کہنا۔
3) سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنا۔
4) رکوع کرنا۔
5) رکوع سے اٹھنا۔
6) رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہونا۔
7) سجدہ کرنا۔

8) سجدہ سے اٹھنا۔

9) دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

10) پوری نماز میں اطمینان، یعنی ہر فعلی رکن کو سکون کے ساتھ ادا کرنا۔

11) آخری تشہد پڑھنا۔

12) تشہد اور دونوں طرف سلام کیلئے بیٹھنا۔

13) دونوں طرف سلام پھیرنا۔

14) مذکورہ بالا ارکان میں ترتیب کا خیال کرنا۔

صلاۃ (نماز) کے واجبات

نماز کے آٹھ واجبات ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1) تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر تکبیرات۔

2) امام اور منفرد کا "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ " کہنا۔

3) "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کہنا۔

4) رکوع میں ایک بار "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيم " کہنا۔

5) سجدہ میں ایک بار "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى" کہنا۔

6) دو سجدوں کے درمیان " رَبِّ اغْفِرْ لِي " کہنا۔

7) پہلا تشہد پڑھنا۔

8) پہلا تشہد بیٹھنا۔

نماز کے 9 شروط (شرائط)

A شروط صحت

1) اوقاتِ صلاۃ کی معرفت۔ (میری کتاب الصلوۃ میں تفصیل سے گفتگو ہو گی ان شاء اللہ)
2) نماز سے پہلے حدث سے طہارت کے مسائل کی معرفت
3) نماز سے پہلے نجاست سے طہارت کے مسائل کی معرفت (بدن، لباس اور جگہ پاک و صاف ہو نجاست سے)۔
4) ستر عورۃ [ستر] شرمگاہ کا ستر۔۔۔
5) استقبالِ قبلہ۔
6) نیت (دل کے ارادہ و قصد کو کہتے ہیں، زبان سے نیت ادا کرنا تلفظ ہے لہذا زبان سے نیت کی کوئی دلیل نہیں (ابن قیم)، بلکہ دین میں نئی چیز داخل کرنا ہے اور دین میں نئی چیز داخل کرنا بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے لہذا صلوۃ جیسے نیک عمل کو شرک و بدعت سے پاک رکھنا فرض عین ہے)۔

B شروطِ وجوب

7) اسلام، شرط ہے کیونکہ بغیر کلمہ شہادتین کے نماز صحیح نہیں اور نہ قبول ہے
8) عقل، شرط ہے کیونکہ پاگل پر شریعت معاف ہے
9) تمییز / بلوغت، شرط ہے ایک قول کے مطابق 10 سال میں نماز فرض ہو جاتی ہے لیکن جمہور علماء کے پاس بلوغت شرط ہے کیونکہ جمہور کے پاس نابالغ پر نماز فرض نہیں اور وہ غیر مکلف ہے (البتہ زکوۃ کا تعلق حق مال سے ہے نہ کہ حق بدن سے اس لئے بعض علماء کے پاس نابالغ بچہ اور بچیوں کے مال پر زکوۃ ہے اگر نصاب کو پہنچے اور سال گذر جائے)۔

الحمد للہ

مقدمہ میں نماز کے شرائط، ارکان اور واجبات کے صرف عدد کا ذکر کیا گیا ہے ساتھ میں دو شرطوں پر قدرے تفصیل ہے (استقبال قبلہ ، ستر العورۃ)، مقدمہ میں یہ دو شروط پر قدرے تفصیل سے معلومات رکھی گئی ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ، کتاب الطہارۃ اور نماز میں ان موضوعات کا ذکر آتا رہتا ہے۔

نوٹ: کتاب الطہارۃ کا اصل مقصد نماز کے سارے شرائط کی تشریح بیان کرنا نہیں ہے بلکہ دو بڑے موضوعات پر معلومات فراہم کرنا ہے۔

1۔ ازالۂ نجاست، جو کہ شرط ہے نماز کیلئے

2۔ رفعِ حدث سے طہارت، جو کہ شرط ہے نماز کیلئے

1) نماز میں ستر کے مسائل [ستر العورۃ]

2) استقبال قبلہ

{١} نماز میں ستر کے مسائل [ستر العورۃ]

﴿ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾

(سورۃ الاعراف:31)

"اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔ بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

سبب نزول: ابن عباس رضي الله عنهما قال: "كانت المرأة تطوف في البيت وهي عريانة، فتقول: من يعيرني تطوافاً تجعله على فرجها"/

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ فَتَقُولُ مَنْ يُعِيرُنِي تِطْوَافًا تَجْعَلُهُ عَلَى فَرْجِهَا وَتَقُولُ الْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْ كُلُّهُ فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلاَ أُحِلُّهُ

فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةَ ﴿ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾

(مسلم:3028)

((قال مجاهد: ما يواري عوراتكم ولو عباءة))

2) عورت کے لیے نماز میں سر ڈھنکنا ہے جبکہ نماز کے علاوہ کی حالت میں گھر میں سر کھلا رکھنے کی اجازت ہے (محرم کے سامنے)۔(ابن تیمیہ، ص:23)"حجاب المرأۃ ولباسھا فی الصلوۃ"

3) مرد کیلئے آگے پیچھے شرمگاہ کو ڈھنکنا ضروری ہے "سُرَّہ"–[ناف]سے گھٹنے تک ستر کا حصہ ہے اور ڈھانکنا واجب ہے اور اسی طرح کاندھے ڈھکنا بھی ضروری ہے۔

❖ **نوٹ**:-ران عورۃ[جسکا ڈھکنا واجب ہے]میں شامل ہے یا نہیں ؟

❖ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حدیث انس اسند و حدیث جرھد احوط، احتیاط کا تقاضہ ہے کہ ران کو بھی چھپائے۔

❖ علماء نے احادیث میں تطبیق دینے کے لیے مخففہ اور مغلظہ میں فرق ہے- آگے پیچھے شرمگاہ یہ مغلظہ میں شمار کیا جاتا ہے اور سخت وعید ہے اس کو نہ چھپانہ پر اور ران کا شمار مخففہ میں سے ہے ران کا چھپانا احتیاط کا تقاضہ ہے۔

4) نماز میں عورت سوائے چہرہ اور دونوں ہتھیلی کے سارا بدن ڈھانپے کیونکہ یہ سب عورۃ ہے۔

{۲} استقبالِ القبلہ شرط ہے نماز کیلئے

[متواتر احادیث سے ثابت ہے](شیخ الالبانی رحمۃ اللہ علیہ)

1) جہتِ قبلہ اور عینِ قبلہ میں فرق ہے:

﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ ﴾

((يَعْنِي نَحْوَهُ،وَتَقُولُ العرب: هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ يُشَاطِرُونَنَا. إذَا كَانَتْ بُيُوتُهُمْ تُقَابِلُ

بُيُوتَهُمْ))

(المغنی:1/447)

نوٹ:کعبہ کا مشاہدہ کرتے ہوئے سامنے ادا کرنے والے کے لیے عینِ کعبہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے اور جو کعبہ کے مشاہدہ سے دور ہوں ویسے مصلی کے لیے جہتِ کعبہ کافی ہے۔

((مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ))

(سنن ترمذی/سنن ابن ماجہ، صححہ الالبانی فی الارواء:292)

2) ((عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا حَتَّى نَزَلَتِ الآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ ﴿ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ فَنَزَلَتْ بَعْدَ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِنَاسٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَهُمْ يُصَلُّونَ فَحَدَّثَهُمْ فَوَلَّوْا وُجُوهَهُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ))

(مسلم:525)

3) ((حديث المسيئ الى الصلوة :إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلاَةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ))

(بخاری:6667)

4) استقبالِ قبلہ کب ساقط ہو جاتا ہے؟

1. سواری پر نفلی ادا کرنے والے کے لیے(خ-400/414)لیکن فرض نماز میں تحری یعنی خوب محنت کرنا کہ استقبال قبلہ ہو جائے ایسی محنت لازم ہے(خ:1097۔م 701)
2. خوف، مرض، عاجزی، بے بسی یا مجبوری کی حالت میں قبلہ کا رخ کرنا ممکن نہ ہو تو ساقط ہے اور معاف ہے۔

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (فان خفتم فرجالا اور کبانا)

قول ابن عمر رضی اللہ عنہما:

((فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذَلِكَ صَلَّوْا رِجَالاً، قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ، أَوْ رُكْبَانًا))

(خ:4535)

5) تحری اور محنت کے باجود اگر قبلہ مخفی رہا تو ایسی صورت میں اعادہ کی ضرورت نہیں

((فلم يأ مرنا بالاعادة / وقال قد أجزأت صلاتكم))

(الدارقطني والحاكم والبيهقي وابن ماجه والطبراني وحسنه لالباني في الارواء:1/323)

(لہذا قبلہ کے رخ کو جاننے کی حتی المقدور استطاعت کے مطابق محنت کرے پھر بھی غلطی سے غلط سمت (غیر قبلہ) نماز پڑھ لے تو اعادہ کی ضرورت نہیں) اور اسی طرح اگر کوئی غیر قبلہ رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو تو نماز میں اسکو قبلہ کی طرف موڑنا اور تصحیح کرنا جائز ہے۔

ان شاء اللہ اس کتاب میں نماز کے 9 شرائط میں سے ان دو شرطوں پر تفصیلی معلومات پیش کر جائیں گی

1۔ ازالۂ نجاست، جو کہ شرط ہے نماز کیلئے

2۔ رفعِ حدث سے طہارت، جو کہ شرط ہے نماز کیلئے

والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دکتور ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

تاریخ:26/مارچ/2025ء

مطابق:25/رمضان/1446ھ

ابتدائیہ

طہارت کا مطلب: نظافت، نزاہت، یعنی ظاہری اور باطنی گندگی سے پاکی ہے۔

طہارت کا لغوی[1] معنی:

" الطَّهارة "[2]باب"طَهَرَ- يَطْهُرُ "نصر سے مصدر ہے،طُهْرُ"[اسم] حیض ونفاس اور دیگر نجاستوں سے پاکی حاصل کرنا۔

طہارت کی ضد:

طہارت کی ضد نَجِس، اور رِجس ہے۔

---

[1] تعريفُ الطَّهارةِ

الطَّهارة لُغةً: النَّزاهةُ والنَّظافةُ مِنَ الأدناسِ والأوساخِ

((لسان العرب)) لابن منظور (٥٠٦/٤)، ((أنيس الفقهاء)) للقونوي (٥/١)، ((مواهب الجليل)) للحطَّاب (٦٠/١)، ((الفروع)) لابن مفلح (٥٦/١).

الطَّهارةُ اصطلاحًا: رفْعُ الحدَثِ وما في معناه، وزوالُ الخَبَث .(٣)

(٣)۔((مواهب الجليل)) للحطَّاب (٦٠،٦١/١)، ((المجموع)) للنووي (٧٩/١)، ((الشرح الممتع)) لابن عثيمين (٢٦/١).

الطهارة کا معنی لغت میں

پاکیزگی، صفائی ستھرائی، پاک ہونا، پاک کرنا ہے اور یہ باب «طهر يطهر» (نصر، کرم) کا مصدر ہے۔ لفظ «طُهور» (طاء کے ضمہ کے ساتھ) "پاک کرنا" باب «طهر» سے مصدر ہے۔ اور لفظ «طَهور» (طاء فتحہ کے ساتھ) "پاک یا پاک کرنے والا" بروزن "فعول" صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ «طُهْر» اصطلاح فقط میں "حالت حیض کے خلاف حالت کو کہتے ہیں۔" «تطهير» (تفعیل) کا معنی "پاک کرنا" ہے۔[القاموس المحیط، ص:289]

اصطلاحی وشرعی تعریف (شافعی رحمہ اللہ، نووی رحمۃ اللہ علیہ) عموماً حدث کو رفع کرنا اور نجاست کو زائل کرنا طہارت کہلاتا ہے۔[المجموع 1/124]

[2] الطُّهْرُ : نقيض الحَيْض.

والطُّهْر : نقيض النجاسة ، والجمع أَطْهار.

وقد طَهَر يَطْهُر وطَهُرَ طُهْراً وطَهارةً ؛ المصدرانِ عن سيبويه ، وفي الصحاح : طَهَر وطَهُر ، بالضم ، طَهارةً فيهما ، وطَهَّرْته أَنا تطهيراً وتطَهَّرْت بالماء ، ورجل طاهِر وطَهِرٌ

المزيد

المعجم: لسان العرب

نجس[نجاسات]، حالتِ جنابت، حدث[حدث اکبر وحدث اُصغر کا براہ راست تعلق جسمانی گندگی سے ہے]جبکہ رِجس جسمانی، عقلی، ذہنی، عملی سب طرح کی گندگی کے لئے بولا جاتا ہے۔

طہارت کا اصطلاحی معنی:

طہارت کا لفظ بیشتر نجاست کے ازالہ کے لیے استعمال ہوتا ہے، جبکہ شرعی اصطلاح میں طہارت کا معنی بہت وسیع ہے یہ معنوی وحسي وظاہری وباطنی ہر طرح کی صفائی کیلئے مستعمل ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَأَمَّا الطَّهَارَةُ فِي إصطلاح الفقهاء فهي رفع حدث أو ازالة نَجَسٍ ....))

فقہا کی اصطلاح میں طہارت رفع حدث اور ازالۂ نجاست کو کہتے ہیں۔۔۔۔

(المجموع شرح المہذب للنووی:1/ 79، كتاب الطهارة،باب: ما يجوز به الطهارة من المياه وما لا يجوز)

طہارت کی اقسام

علمائے کرام نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

1) معنوی طہارت۔
2) حسی طہارت۔

معنوی طہارت

1) شرک سے پاک ہونا۔
2) کبیرہ گناہوں سے پاک ہونا۔

3) دل کے امراض اور روحانی امراض سے پاک ہونا۔

معنوی طہارت حاصل کرنے کے وسائل اور ذرائع:

❖ ایمان، تقوی، زکاۃ، صدقات، خیرات، اتباعِ کتاب و سنت۔

حسی طہارت [3]

1) حسی طہارت حاصل ہوتی ہے حسی وظاہری نجاستوں کے ازالہ سے جسم، کپڑے اور مقامِ عبادت سے۔

2) حکمی نجاست سے طہارت حدث اصغر (بول وبراز اور بے وضو ہو جانے کے بعد وضوءِ شرعی یا اس کے قائم مقام سے طہارت حاصل ہوتی ہے) و حدث اکبر (جنابت، حیض ونفاس کے بعد غسلِ شرعی کر لینے سے)طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

---

[3] الطَّهارةُ الحسيَّة، وهي الطَّهارةُ مِنَ الأحداثِ والأنجاسِ.
النوعِ الأوَّل: الطَّهارةُ مِنَ الحدَثِ
وتنقسِمُ إلى ثلاثةِ أقسامٍ:
الأوَّل: الطَّهارةُ الكبرى: وهي الغُسْلُ.
الثَّاني: الطَّهارةُ الصُّغرى: وهي الوضوءُ.
الثَّالث: طهارةٌ بدلٌ منهما: وهي التيمُّمُ.
النَّوعِ الثَّاني: الطَّهارةُ مِنَ الخبَثِ
وتنقسِمُ إلى ثلاثةِ أقسامٍ
الأوَّل: طهارة غَسلٍ.
الثَّاني: طهارة مَسحٍ.
الثَّالث: طهارة نَضحٍ
-((بداية المجتهد)) لابن رشد (٧/١)، ((الفقه الإسلامي وأدلَّته)) للزحيلي (٢٣٨/١).
المصدر :الدرر السنية

حسی طہارت حاصل کرنے کے وسائل اور ذرائع:

پاک پانی اور دیگر نجاست دور کرنے کے ذرائع، یا شرعی عذر کی بناء پر اسکا بدل پاک مٹی سے تیمم وغیرہ۔
تفصیل کیلئے دیکھئے:

((الشرح الممتع)) لابن عثيمين (1/26)((بداية المجتهد)) لابن رشد (1/7)، ((الفقه الإسلامي وأدلَّته)) للزحيلي (1/238)

طہارت کی اہمیت

1) "الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ"-پاکی آدھا ایمان کا حصہ ہے۔

(صحیح مسلم:223)

2) "لاَ تُقْبَلُ صَلاَةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ"طہارت کے بغیر کوئی نماز قابلِ قبول نہیں۔

(صحیح مسلم:224)

3) "مِفْتَاحُ الصَّلاَةِ الطُّهُورُ "-طہارت نماز کی کنجی ہے۔

(سنن ابن ماجہ:275، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ "حسن صحیح")

4) "إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلاَّ عَلَى طُهْرٍ"-اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ ہرگز پسند نہیں کہ میں بغیر طہارت حاصل کئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں۔

(سنن ابو داود:17، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

رفع حدث اور ازالۂ نجاست کا علم ضروری ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاَةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ

وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾

(سورہ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 6)

"اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنا منہ اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو۔"

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ﴾

(سورۃ التوبۃ، سورۃ نمبر 9، آیت نمبر 28)

"اے ایمان والو! بے شک مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں۔"

خلاصہ :

1) صحتِ طہارت، مفتاحِ صلوۃ ہے۔(بغیر طہارت شرعی کے نماز قبول نہیں ہوتی)
2) طہارت قبر کے عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔
3) نماز کی صحت کے لئے رفعِ حدث وازالۂ نجاست ضروری اور شرط ہے۔
4) بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی ہے۔ ہر ایک مرد وعورت پر یہ جاننا ضروری ہے کہ کن چیزوں سے غسلِ شرعی اور کن سے وضوءِ شرعی واجب ہوتا ہے۔
5) ہر ایک مرد وعورت پر یہ جاننا ضروری ہے کہ نجس ہوجانے کے بعد طہارت کیسے حاصل کی جاتی ہے اور بے وضو ہوجانے پر مکمل پاکی کیسے حاصل کی جاتی ہے۔
6) حدث اور نجاست کا فہم پہلے حاصل کرنا بہت ضروری ہے پھر یہ علم بھی ضروري ہے کہ حدث کو کیسے ختم کرنا ہے اور نجاست کا ازلہ کیسے کرنا ہے؟ {احکامات رفعِ حدث اور ازالہ

نجاست کا بنیادی علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))

ترجمہ: "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

طہارت سے اعراض کرنے والوں کا انجام

((كَانَ أَحَدُهُمَا لاَ يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ))

"دونوں میں سے ایک اپنے پیشاب سے بچتا نہ تھا۔"

نوٹ: عذابِ قبر کی ایک وجہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا [اور طہارت حاصل نہ کرنا ہے]۔

(صحیح بخاری: 216)

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، ثُمَّ قَالَ: بَلَى، كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا، قَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا أَوْ إِلَى أَنْ يَيْبَسَا". وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ: كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ سِوَى بَوْلِ النَّاسِ))

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مدینہ یا مکے کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ (وہاں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کی آواز سنی جنھیں ان کی قبروں میں عذاب کیا جا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں پھر آپ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بات یہ ہے کہ ایک شخص ان میں سے پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے (کھجور کی) ایک شاخ منگوائی اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیا اور ان میں سے (ایک ایک ٹکڑا) ہر ایک کی قبر پر رکھ دیا۔ لوگوں نے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! یہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کیوں کیا۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس لیے کہ جب تک یہ ڈالیاں خشک ہوں شاید اس وقت تک ان پر عذاب کم ہو جائے۔

(صحیح بخاری:216)

حدث اور نجاست سے پاکی حاصل کرنا، طہارت ہے

الباب الاول:

نجاسات:

نجس یانجاست کی جمع ہے، عینی ومادی (حسی وظاہری) نجاست کیلئے یہ لفظ بولا جاتا ہے، جبکہ حدث حکمی نجاست ہے، حسی نجاست کا وجود کپڑے، بدن، موضعِ صلاۃ (نماز کی جگہ) پر مانع (رکاوٹ) ہوتا ہے نماز کے لیے (جب تک شرعی طور پر اس نجاست کو ختم نہ کیا جائے)۔

الباب الثانی

حدث:

حدث بے وضو ہو جانے کو کہتے ہیں فقہی اصطلاح میں اسی کو مانع بھی کہتے ہیں جن اعمال کی درستگی کے لئے طہارت شرط ہے ان کی صحت کے لئے رفع حدث، اور مانع کا زائل کرنا ضروری ہے

حدث کی اقسام

1) حدث کی دو قسمیں ہیں- حدثِ اکبر جیسے مرد کا جنبی ہونا اور عورت کا حیض یا نفاس کی حالت میں ہونا۔

2) حدثِ اصغر: جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسے پیشاب و پاخانہ کرنا یا دُبر یا قُبل سے ہوا کا خارج ہونا۔

الباب الاول

الطهارة من النجس

نجاست سے طہارت وصفائی کیسے حاصل کریں؟

انواع النجاسات

(نجس چیزوں کی قسمیں اور انکی پہچان)

آدمی کا پیشاب وپاخانہ

"حدیث "(حدیثِ انس رضی اللہ عنہ)

((عَنْ أَنَسٍ ، " أَنَّ أَعْرَابِيًّا، بَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعُوهُ وَلَا تُزْرِمُوهُ، قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ، دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ لوگ (اس کو مارنے یا ہٹانے کے لئے) اٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کا پیشاب مت روکو۔" جب وہ پیشاب کر چکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اس پر ڈال دیا۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام ومسائل / باب: پیشاب یا نجاست وغیرہ اگر مسجد میں پائی جائیں تو ان کے دھونے کے وجوب اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی ہے اور اس کو کھودنے کی ضرورت نہیں۔ حدیث نمبر:284)

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل:

(2)خون کا حکم:(حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا)

((عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" لَا، إِنَّمَا ذَلِكِ

عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي"، قَالَ: وَقَالَ أَبِي: ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتَّى يَجِيءَ ذَلِكَ الْوَقْتُ))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ ابو حبیش کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے کہا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی بیماری ہے، اس لیے میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " نہیں، یہ ایک رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے، تو جب تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض کے دن گزر جائیں تو اپنے (بدن اور کپڑے) سے خون کو دھو ڈال پھر نماز پڑھ، ہشام کہتے ہیں کہ میرے باپ عروہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ (بھی) فرمایا کہ پھر ہر نماز کے لیے وضو کر یہاں تک کہ پاکی کا وقت پھر آجائے۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: حیض کا خون دھونا ضروری ہے۔ حدیث نمبر: 228، مسلم:333)

(حیض کا خون نجس ہے۔۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع نقل کیا ہے)

(3) انسانی جسم سے نکلنے والے حیض اور نفاس کے علاوہ خون کا حکم

کیا انسان یا جانور کا بہتا خون ناپاک ہے؟

اگر انسان کے جسم سے خون بہہ جائے یا کسی حلال جانور کے خون سے انسان آلودہ ہو جائے ان دونوں حالات میں وضوء نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی نماز فاسد یا باطل ہوتی ہے، کیونکہ یہ اس کے نجس ہونے کی واضح دلیل نہیں البتہ اس کے برعکس اس کے پاک ہونے کی دلیل موجود ہے جیسا کہ ایک صحابی نے نماز جاری رکھی جبکہ ان کے جسم سے خون جاری تھا۔(بحوالہ صحیح ابی داود 1 / 193)

سنت نبوی ﷺ کی دلیل:

((عَنْ جابِرٍ، قالَ:" خَرَجْنا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فِي غَزْوَةِ ذاتِ الرِّقاعِ، فَأَصابَ رَجُلٌ امْرَأَةَ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَحَلَفَ أَنْ لا أَنْتَهِيَ حَتَّى أُهَرِيقَ دَمًا فِي أَصْحابِ مُحَمَّدٍ، فَخَرَجَ يَتْبَعُ أَثَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا، فَقالَ: مَنْ رَجُلٌ يَكْلَؤُنا؟ فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهاجِرِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصارِ، فَقالَ: كُونا بِفَمِ الشِّعْبِ، قالَ: فَلَمّا خَرَجَ الرَّجُلانِ إِلَى فَمِ الشِّعْبِ، اضْطَجَعَ الْمُهاجِرِيُّ وَقامَ الْأَنْصارِيُّ يُصَلِّي، وَأَتَى الرَّجُلُ، فَلَمّا رَأَى شَخْصَهُ عَرَفَ أَنَّهُ رَبِيئَةٌ لِلْقَوْمِ، فَرَماهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِيهِ فَنَزَعَهُ حَتَّى رَماهُ بِثَلاثَةِ أَسْهُمٍ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ انْتَبَهَ صاحِبُهُ، فَلَمّا عرف أَنَّهُمْ قَدْ نَذِرُوا بِهِ هَرَبَ، وَلَمّا رَأَى الْمُهاجِرِيُّ ما بِالْأَنْصارِيِّ مِنَ الدَّمِ، قالَ: سُبْحانَ اللّٰهِ، أَلا أَنْبَهْتَنِي أَوَّلَ ما رَمَى؟ قالَ: كُنْتَ فِي سُورَةٍ أَقْرَؤُها فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أَقْطَعَها"))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں نکلے، تو ایک مسلمان نے کسی مشرک کی عورت کو قتل کر دیا، (؟) اس مشرک نے قسم کھائی کہ جب تک میں محمد ﷺ کے اصحاب میں سے کسی کا خون نہ بہادوں باز نہیں آ سکتا، چنانچہ وہ (اسی تلاش میں) نکلا اور نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم ڈھونڈتے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے چلا، نبی اکرم ﷺ ایک منزل میں اترے، اور فرمایا: "ہماری حفاظت کون کرے گا؟"، تو ایک مہاجر اور ایک انصاری اس مہم کے لیے مستعد ہوئے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "تم دونوں گھاٹی کے دہانے پر رہو"، جب دونوں گھاٹی کے دہانے کی طرف چلے (اور وہاں پہنچے تو انہوں نے طے کیا کہ باری باری پہرہ دیں گے) تو مہاجر (صحابی) لیٹ گئے، اور انصاری کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے (اور ساتھ ساتھ پہرہ بھی دیتے رہے، نماز

پڑھتے میں اچانک)، وہ مشرک آیا، جب اس نے (دور سے) اس انصاری کے جسم کو دیکھا تو پہچان لیا کہ یہی قوم کا محافظ و نگہبان ہے، اُس کافر نے اُن پر تیر چلایا، جو اُن کو لگا، انہوں نے اسے نکال دیا (اور نماز میں مشغول رہے)، یہاں تک کہ اس نے اُن پر تین تیر چلائے، پھر انہوں نے رکوع اور سجدہ کیا، اور اپنے ساتھی کو جگایا، جب اس مشرک کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ ہوشیار اور چوکنا ہو گئے ہیں، تو بھاگ گیا، جب مہاجر نے انصاری کا خون دیکھا تو کہا: سبحان اللہ! آپ نے پہلے ہی تیر میں مجھے کیوں نہیں بیدار کیا؟ تو انصاری نے کہا: میں (نماز میں قرآن کی) ایک سورۃ تلاوت کر رہا تھا، مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں تلاوت بند کروں (ادھوری چھوڑوں)۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: خون نکلنے سے وضو نہ ٹوٹنے کا بیان۔ حدیث نمبر: 198، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف أبو داود رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، (تحفۃ الأشراف: 2497)، مسند احمد (3/ 343،359)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا)

آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے دلائل [؟]

1/ 281 فتح الباری میں ہے:

((وَقَالَ الْحَسَنُ مَا زَالَ الْمُسْلِمُونَ يُصَلُّونَ فِي جِرَاحَاتِهِمْ))

"حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخموں کی حالات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام المنۃ ص 52 میں، اور شیخ نواب صدیق الحسن خان رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الالبانی رحمۃ اللہ علیہ (1/ 110) نے "التعلیقات الرضیۃ" میں یہی موقف اختیار کیا ہے۔

نوٹ: جمہور کا موقف یہ ہے کہ خون اگر اپنے نکلنے کے مقام سے نکل کر بہہ جائے تو وہ ناپاک ہے، لیکن محققین کہتے ہیں کہ دم مسفوح کے ناپاک ہونے پر کوئی واضح دلیل نہیں (شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ، شیخ

نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ ، امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ،اور امام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جمہور کے اجماع کا دعوی ثابت نہیں ہے) جمہور کے دلائل حاشیہ میں ملاحظہ ہوں[4]۔

مقالہ و نوٹس:

((الدَّمُ المسفوحُ الخارِجُ مِن الإنسان أو الحيوان نَجِسٌ ؟))

کیا انسان یا جانور کا بہتا خون ناپاک ہے؟

انسان کا بہتا خون پاک ہے

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل:

((عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: " خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ، (ابھی تفصیلی طور پر ذکر کی گئی)

---

4 الدرر السنیۃ کے حوالے کے مطابق

دمُ الآدميّ

المسألة الأولى: حُكمُ دَمِ الآدميّ والحيوان

الدَّمُ المسفوحُ الخارِجُ مِن الإنسان أو الحيوان نَجِسٌ.

الأدلَّة:

أوَّلًا: من الكتاب

قول الله تعالى :قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ]الأنعام: ١٤٥ [

وجه الدَّلالة:

أنَّ الدَّمَ المَسفوحَ نَجِسٌ؛ لأنَّه سائِلٌ، والدِّماءُ السائلةُ مِن سائِرِ الحيواناتِ نَجِسةٌ، ومن بينها دَمُ الآدميّ

ثانيًا: من الإجماع

نقَلَ الإجماعَ على ذلك: ابنُ عبدِ البَرِّ، وابنُ العربيّ، وابنُ رُشدٍ، والقرطبيُّ، والنوويُّ، وابنُ حَجرٍ، ونقل الإمامُ أحمد، وابنُ حزمٍ الإجماعَ إذا كان الدَّمُ كثيرًا،

آثارِ سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم

1) ((وَقَالَ الْحَسَنُ مَا زَالَ الْمُسْلِمُونَ يُصَلُّونَ فِي جِرَاحَاتِهِمْ))

حسن بصری نے کہا کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخموں کی حالت میں نماز پڑھا کرتے تھے۔"

2) ((وَقَالَ طَاوُسٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَعَطَاءٌ وَأَهْلُ الْحِجَازِ لَيْسَ فِي الدَّمِ وُضُوءٌ))

" طاؤس، محمد بن علی، عطاء، اور اہل حجاز کے نزدیک خون (نکلنے) سے وضو (واجب) نہیں ہوتا۔"

3) ((وَعَصَرَ ابْنُ عُمَرَ بَثْرَةً فَخَرَجَ مِنْهَا الدَّمُ، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنی) ایک پھنسی کو دبا دیا تو اس سے خون نکلا، مگر آپ نے (دوبارہ) وضو نہیں کیا۔"

4) ((وَبَزَقَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى دَمًا فَمَضَى فِي صَلاَتِهِ))

"ابن ابی اوفی نے خون تھوکا، مگر وہ اپنی نماز پڑھتے رہے۔"

5) ((وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالْحَسَنُ فِيمَنْ يَحْتَجِمُ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلاَّ غَسْلُ مَحَاجِمِهِ))

سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہم پچھنے [حجامہ] لگوانے والے کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ جس جگہ پچھنے لگے ہوں اس کو دھولے، وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الوضوء، "بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوُضُوءَ إِلاَّ مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ، مِنَ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ:" - باب: صرف پیشاب اور پاخانے کی راہ سے کچھ نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے- امام بخاری نے مذکورہ بالا تمام اقوال کو معلق بیان کیا ہے اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام اقوال کی تحقیق و تخریج کی ہے اور ان اقوال کو " صحیح " قرار دیا ہے)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أولا: التسوية بين دم الحيض وغيره من الدماء كدم الإنسان ودم مأكول اللحم من الحيوان وهذا خطأ بين وذلك لأمرين اثنين))

اول: حیض کے خون اور غیر حیض کے خون کو ایک جیسا ماننا صریح غلط ہے دو وجہ سے

1– ((أنه لا دليل على ذلك من السنة بله الكتاب والأصل براءة الذمة إلا نص))

1- قرآن و سنت میں خونِ حیض اور خون غیرِ حیض کا حکم یکساں نہیں اور نا اس کی کوئی دلیل ہے جب تک دلیل نا ہو ہر چیز ایک جواز کے حکم میں ہے۔

2–((أنه مخالف لما ثبت في السنة أما بخصوص دم الإنسان المسلم فلحديث الأنصاري الذي صلى وهو يموج دما وقد مضى قريبا))

2-دوم یہ کہ خونِ حیض کو غیر حیض کی طرح بتانا سنتِ ثابتہ کے خلاف ہے جسم انسانی کا خون خونِ حیض کی طرح ناپاک نہیں یہ تو اس انصاری صحابی کی حدیث سے ثابت ہے جس میں ذکر ہے کہ وہ نماز پڑھتے رہے خون نکلتا رہا ہے اور وہ نماز پڑھتے رہے – حوالہ اوپر گزر چکا ہے۔

(وأما دم الحيوان فقد صح عن ابن مسعود رضي الله عنه أنه نحر جزورا فتلطخ بدمها وفرثها ثم أقيمت الصلاة فصلى ولم يتوضأ- أخرجه عبد الرزاق في "المصنف"1/١٢٥ وابن أبي شيبة1/392والطبراني في "المعجم الكبير"9/428 بسند صحيح عنه ورواه البغوي في "الجعديات"2/887/2503)

"جانوروں کے خون کے بارے میں سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے اونٹوں کو ذبح کیا اور اس خون سے وہ آلودہ ہوگئے اسی دوران نماز کے لیے اقامت کہی گئی سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اونٹوں کے خون سے آلودہ ہونے کے

باوجود وضوء نہیں کیا اور آپ نے نماز ادا کی اس حدیث کو امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ("المصنف عبد الرزاق" 1 / 125)، میں ذکر کیا ہے۔اور امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ("مصنف ابن ابی شیبہ " 1 / 392)، میں ذکر کیا ہے، اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ("المعجم الکبیر"9 / 428)میں بسند صحیح ذکر کیا ہے اور امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ("الجعدیات"2 / 887 / 2503)میں اس حدیث کو صحیح اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے۔"

(تمام المنة فی التعلیق علی فقه السنة للالباني، [ومن]بيان النجاسات-نجاستوں کا بیان، صفحہ:52)

ان تمام دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر جسم سے خون بہہ جائے یا کسی حلال جانور کا خون بدن یا کپڑوں کا لگ جائے ان دونوں حالات میں وضوء نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی نماز فاسد یا باطل ہوتی ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((الأظهرُ أنَّه لا يجِبُ الوضوءُ مِن مسِّ الذَّكَر ولا النِّساءِ، ولا خروجِ النَّجاساتِ مِن غير السَّبيلينِ))

یہ بات بہت ہی واضح ہے کہ عضوئے مخصوص یا عورت کو حائل کے ساتھ چھونے سے وضو کرنا واجب نہیں ہے،اور اگر سبیلین کے سوا کہیں اور سے نجاست نکلے تب بھی وضو واجب نہیں ہے۔

(مجموع الفتاوی لابن تیمیہ:20/526،21/242)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((الخارِجُ مِن غير السَّبيلين لا يَنقُضُ الوضوءَ؛ قلَّ أو كثُر، إلَّا البَول

والغائِط))

جو کچھ بھی غیر سبیلین سے خارج ہوتا ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا چاہے وہ قلیل ہو یا کثیر، البتہ پیشاب اور پاخانہ سے وضو ٹوٹ ہو جاتا ہے۔

(مجموع فتاوی ورسائل العثیمین:11/198۔مزید اس کی شرح کے لیے دیکھئے: الشرح الممتع:1/274)

(4)ودی کا حکم

وہ لطیف و پتلا اور لیس دار سیال مادہ جو پیشاب کے فوراً بعد یا کبھی پہلے خارج ہوتا ہے اور ودی کی وجہ سے غسل نہیں بلکہ وضوء واجب ہوتا ہے۔

(5)مذی کا حکم

گاڑھا سفید پتلا چکنے والا وہ مادہ جو جماع سے پہلے مداعبت یا جماع کے تصور یا ارادہ سے بغیر شہوت نکلتا ہے اور بعض اَوقات اس کے نکلنے کا اِحساس نہیں ہوتا، اس کی وجہ سے غسل نہیں بلکہ وضوء واجب ہوتا ہے اور ایسا شخص اپنی شرمگاہ دھو کر وضوء بنالے تو کافی ہے اور اگر وسوسہ کی بیماری کا شکار ہو تو وسوسہ کو دور کرنے کے لئے کچھ پانی لے کر کپڑوں کے اوپر سے شرمگاہ پر چھڑک لے۔جیسا کہ حدیث میں ہے:

((عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً، فَأَمَرْتُ رَجُلًا أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ، فَسَأَلَ، فَقَالَ:" تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ"))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے مذی بکثرت آتی تھی، چونکہ میرے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا) تھیں۔اس لیے میں نے ایک شخص (مقداد بن اسود اپنے دوست) سے کہا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے

متعلق مسئلہ معلوم کریں انہوں نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:"وضو کر اور شرمگاہ کو دھو (یہی کافی ہے)

(صحیح بخاری / کتاب: غسل کے احکام و مسائل / باب: اس بارے میں کہ مذی کا دھونا اور اس کی وجہ سے وضو کرنا ضروری ہے۔ حدیث نمبر:269)

مذی کے بابت الشیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی:

سوال: کیا مذی کے لیے ایک یا زیادہ ہتھیلی سے چھڑکاؤ کافی ہے؟

جواب:، مذی وہ چپچپا پانی ہے جو آدمی سے شہوت کے اثر سے نکلتا ہے لیکن وہ منی نہیں ہوتا۔ اس کا رنگ سفید ہوتا ہے، اسے مذی کہا جاتا ہے۔ یہ ناپاک ہے، لیکن اس کی ناپاکی ہلکی ہے۔ آدمی اپنے شرمگاہ اور خصیتین کو دھوئے اور نماز کے لیے وضو کرے۔ اور اگر ران یا کپڑے پر کچھ لگ جائے تو اس پر پانی چھڑک دے، بس یہی کافی ہے، یعنی اسے پانی سے نضح (چھڑکاؤ) کردے

انواعِ نجاسات

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

نجاست کے متعلق امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت مفید قاعدہ بیان فرمایا ہے:

براءت اصلیہ کے قاعدہ سے متعلق ہر چیز اصل میں طاہر ہے جو شخص کسی چیز کو نجس بتلاتا ہے اس دلیل کا مطالبہ کیا جائے گا اگر اس کے نجس ہونے کی دلیل مل جائے جیسے انسان کے پیشاب، پاخانہ اور لید کے نجس ہونے کی دلیل موجود ہے تو یہ چیز نجس ہوگی۔ اگر وہ دلیل پیش کرنے سے عاجز ہو یا وہ کوئی ٹھوس دلیل نہ لاسکے تو ہم پر واجب ہے کہ اس براءت اصلیہ کے قاعدہ سے اس کو پاک وطاہر تسلیم کریں)۔"

6-وہ حلال جانور جس کو شرعی طریقہ سے ذبح نہ کیا گیا ہو یعنی

(وہ حلال جانور جو اوپر سے گر کر، یا دیوار وغیرہ سے دب کر یا غیر شرعی طریقہ پر مار دینے سے مر گیا) اس کے گوشت اور چمڑے کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ ایسا جانور نجس ہے اور اسکی جلد (چمڑا) بھی نجس ہے البتہ جلد (چمڑا) دباغت کے بعد پاک ہو جاتا ہے

((إِذَا دُبِغَ الإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ))

"ترجمہ: جب چمڑے کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

(مسلم:366)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " إِذَا دُبِغَ الإِهَابُ، فَقَدْ طَهُرَ "،

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "جب کھال کو دباغت دی گئی تو وہ پاک ہے۔"

(صحیح مسلم / حیض کے احکام و مسائل / باب: مردار کی کھال رنگنے سے پاک ہو جانے کا بیان۔ حدیث نمبر:366)

حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:" وَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً مَيِّتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا، قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ، قَالَ: إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا))

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کی باندی کو جو بکری صدقہ میں کسی نے دی تھی وہ مری ہوئی دیکھی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم

لوگ اس کے چمڑے کو کیوں نہیں کام میں لائے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صرف اس کا کھانا حرام ہے۔

(صحیح بخاری / کتاب: زکوۃ کے مسائل کا بیان / باب: نبی کریم ﷺ کی بیویوں کی لونڈیوں اور غلاموں کو صدقہ دینا درست ہے۔ حدیث نمبر: 1492، حدیث متعلقہ ابواب: مردہ مویشی کی کھال استعمال کرنا)

7۔ زندہ حلال جانور سے اسکی حالت زندگی میں کاٹی گئی چیز ناپاک ہے یا نہیں؟

- ❖ پہلا مسئلہ: کسی زندہ سے کاٹی گئی چیز جبکہ اس میں خون ہو؟
- ❖ دوسرا مسئلہ: بغیر خون والے زندہ حلال جانور سے جدا ہوئی چیز؟

پہلا مسئلہ: کسی زندہ سے کاٹی گئی چیز جبکہ اس میں خون ہو:

((عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَجُبُّونَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ ، وَيَقْطَعُونَ أَلْيَاتِ الْغَنَمِ ، فَقَالَ: " مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ "))

سیدنا ابوواقد حارث بن عوف لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے اس وقت، وہاں کے لوگ اونٹوں کے کوہان اور مینڈھوں کی چکی کاٹتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: "زندہ جانور کے جسم سے کاکاٹا ہوا حصہ مردار ہے"۔

(سنن ترمذی / کتاب: شکار کے احکام و مسائل / باب: زندہ جانور سے کاٹا ہوا گوشت مردار کے حکم میں ہے۔ حدیث نمبر: 1480، سنن ابی داود / الصید 3 (2858) (تحفۃ الأشراف: 15515)، سنن الدارمی / الصید 9 (2061) شیخ البانی رحمہ اللہ نے ابن ماجہ (3216) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

8۔ مردار جانور کی کھال کے علاوہ اجزاء کا حکم

دوسرا مسئلہ: بغیر خون والے زندہ حلال جانور سے جدا ہوئی چیز:

مردار کی کھال کے ماسوا اس کی ہڈی، بال، سینگ، ناخن اس پر لگی گندگی صاف کرنے کے بعد پاک ہیں کیونکہ ان کے نجس ہونے کی دلیل نہیں۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف: سلف ہاتھی کی ہڈیوں کا استعمال کرتے تھے۔

(بخاری تعلیقا: 1/342، فتاوی ابن تیمیہ: 21/100)

9۔ نجاست کے حکم سے مری ہوئی مچھلی اور ٹڈی مستثنی ہیں

کیونکہ حدیث میں ان کے مستثنی ہونے کی دلیل ہے:

((أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ))

ترجمہ: ہمارے لیے دو مرے ہوئے جانور حلال کیے گئے۔

(ابن ماجہ — صححہ اللبانی فی الصحیحۃ)

حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ:" أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ ، وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ))

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارے لیے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال کر دیئے گئے ہیں: مرے ہوئے جانوروں سے مراد مچھلی اور ٹڈی ہے، اور دو خون سے مراد جگر (کلیجی) اور تلی ہے“۔

(سنن ابن ماجہ / کتاب: کھانوں کے متعلق احکام و مسائل / باب: کلیجی اور تلی کا بیان۔ حدیث نمبر:

3314، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ابن ماجہ ہی نے روایت کیا ہے، تحفة الأشراف: 6738، مصباح الزجاجة: 1141، مسند احمد (2/97)، اس حدیث کی سند میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہے، سلیمان بن بلال نے ان کی متابعت کی ہے لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر موقوف کیا ہے، اور وہ حکماً مرفوع ہے، ملاحظہ ہو: سلسلة الاحاديث الصحيحة، للالبانی: (1118

((هو الطهور ماؤه والحل ميتته))

ترجمہ: اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قال: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ))

قبیلہ بنو عبدالدار کے ایک فرد مغیرہ بن ابی بردہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ (عبداللہ مدلجی نامی) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اللہ کے رسول! ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ تھوڑا سا پانی ہوتا ہے اگر ہم اس سے وضو کر لیں تو پیاسے رہ جائیں گے، کیا ایسی صورت میں ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کا پانی بذات خود پاک اور دوسرے کو پاک کرنے والا ہے، اور اس میں مر جانے والا سمندری جانور حلال ہے"۔

(سنن نسائی / ابواب: فطری (پیدائشی) سنتوں کا تذکرہ / باب: سمندر کے پانی کا بیان۔ حدیث نمبر: 59 ،سنن ابی داود / الطہارة 41 (83)، سنن الترمذی / 52 (69)، سنن ابن ماجہ / 38 (386)، (تحفة الأشراف: 14618)، موطا امام مالک / 3 (12)، مسند احمد 2 / 237، 361، 378، 392، 393، سنن الدارمی / الطہارة 53 (755)، ابن حبان "المجروحین (2 / 316) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا، امام نووی نے ((المجموع)) (1 / 82) میں، ابن البر نے ((التمہید)) (16 / 217) میں فرمایا: اہل حدیث اس

سند سے دلیل نہیں لیتے ہیں لیکن یہ صحیح ہے کیونکہ علماء نے اس کو شرف قبولیت عطا کیا ہے،، ابن کثیر نے "إرشاد الفقيه" (24/1) میں فرمایا: (اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ صحیح حدیث ہے، ابن العراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "طرح التثریب" (11/6) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا، أحمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق "المحلی" (221/1) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے: صحیح سنن ابن ماجہ (386) میں اس حدیث کو ذکر فرمایا)

(10) کیا دباغت سے ہر جانور کی جلد پاک ہو جاتی ہے؟

دباغت سے متعلق علماء کرام کے اقوال:

1) خنزیر اور انسانی جلد کے ماسوا، ہر چیز دباغت دیئے جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہے
یہ حنفیہ کا موقف ہے بحوالہ کاسانی کی کتاب "بدائع الصنائع"،

2 کتا اور خنزیر کے ماسوا تمام جانوروں کی کھال دباغت کے ذریعہ پاک ہو جاتی ہے
{یہ شافعیہ کا موقف ہے بحوالہ المھذب}

3۔ صرف ماکول اللحم جانوروں کی کھال دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے
{ابن تیمیہ، ابن باز، ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہم}

4 دباغت کے ذریعہ ہر جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے
{ظاہریہ، شوکانی، صنعانی، الالبانی رحمۃ اللہ علیہم}

5 بعض اہل علم نے یہ موقف اختیار کیا کہ اگر حلال متبادل موجود ہو تو حرام جانوروں کی کھال سے احتیاط برتی جائے۔

11۔ انسان میت ہو تو اسکا کیا حکم ہے؟

آدمی کا مردار جسم؟

انسان میت ہو تو اسکے جسم کے ناپاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ برعکس دلیل موجود ہے:

((المسلم لا ينجس حيا ولا ميتا))

مسلم نہ تو زندہ حالت میں نجس ہوتا ہے نہ مردہ حالت میں"

(3/127 صحیح البخاری مع الفتح)

((عَنِ ابنِ عبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عنهما قال: (المسلمُ لا يَنجُسُ حيًّا ولا ميّتًا))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: "مسلمان، اپنی زندگی اور موت کے بعد دونوں حالتوں میں نجس نہیں ہوتا)

(امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جزم یعنی یقین کے صیغہ کے ساتھ حدیث نمبر (1253) سے پہلے اس حدیث کو روایت کیا اور حدیث کے الفاظ بخاری ہی کے ہیں، اور ابن أبي شَيبة نے "المصنَّف"(11246) میں موصولا روایت کیا ہے اور یہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الکبری"(1/306) میں اس حدیث کو مرفوع ذکر کرنے کے بعد کہا کہ معروف تو موقوف ہی ہے اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "تغلیق التعلیق"(2/460) میں اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا اور فرمایا: یہ حدیث موقوف ہے اور اسی واسطہ وسند سے یہ حدیث مرفوعا روایت کی گئی ہے، دیکھیں: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "المجموع"[2/561])

12- جانوروں کا پیشاب اور گوبر (لید)

مسئلہ: ماکول اللحم جانور کا گوبر اور پیشاب۔

حلال جانوروں کا پیشاب، بیٹ اور گوبر ناپاک نہیں ہے([5])۔ (حلال جانور، مچھلی اور پنجوں سے شکار نہ

---

5 شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے جب اس بابت سوال کیا گیا تو آپ نے کہا:

السؤال:عندي مزرعة مواشي وأحيانًا وأنا أتفقدهن يأتي على ثيابي من بول وروث البهائم، فهل هذه تعتبر نجاسة؟ علمًا بأني سمعت أن كل ما أكل لحمه فبوله وروثه طاهر، فهل هذا صحيح؟

نعم، هذا هو الصواب: أن بول ما يؤكل لحمه وروثه كله طاهر، مثل الإبل والبقر والغنم والصيد كله طاهر، والنبي ﷺ كان يصلي في مرابض الغنم، ولما استوخم العرنيون في المدينة بعثهم إلى إبل الصدقة يشربون من أبوالها وألبانها حتى

کرنے والے حلال پرندے)

((عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:" قَدِمَ أُنَاسٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ، وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا، ...))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ عکل یا عرینہ (قبیلوں) کے مدینہ میں آئے اور بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لقاح (اونٹوں کے باڑے) میں جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہاں اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پئیں۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: اونٹ، بکری اور چوپایوں کا پیشاب اور ان کے رہنے کی جگہ کے بارے میں۔ حدیث نمبر: 233، حدیث متعلقہ ابواب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں کے قاتلوں کا انجام۔ صحیح مسلم: 1671)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَحَدِيث الْعُرَنِيِّين لِيَسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى طَهَارَةِ أَبْوَالِ الْإِبِلِ وَحَدِيث مَرَابِضَ الْغَنَمِ لِيَسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى ذَلِكَ))

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قبیلہ عرینہ کا واقعہ اس لیے بیان کیا تا کہ اس حدیث کے ذریعے حلال جانوروں کے پیشاب کے پاک ہونے پر دلیل قائم کر سکیں۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے پیشاب کو اونٹ کے دودھ کے ساتھ پینے کا حکم دیا لہذا اگر ان حلال

صحوا، فلما أذن لهم بالشرب من أبوالها دل على طهارتها، ولما صلى في مرابض الغنم دل على طهارتها، ولكن نهى عن الصلاة في معاطن الإبل لا للنجاسة بل لأمر آخر، وإلا فبولها وروثها طاهر، وهكذا البقر، وهكذا الغنم، وهكذا الصيد، وهكذا الدجاج، وهكذا الحمام.

https://binbaz.org.sa/fatwas/20379/%D8%AD%D9%83%D9%85-%D8%B7%D9%87%D8%A7%D8%B1%D8%A9-%D8%A8%D9%88%D9%84-%D9%88%D8%B1%D9%88%D8%AB-%D9%85%D8%A7-%D9%8A%D9%88%D9%83%D9%84-%D9%84%D8%AD%D9%85%D9%87

جانوروں کا پیشاب نجس وناپاک اور حرام ہوتا تو اللہ کے نبی ﷺ اس کے پینے کا حکم نہ دیتے، چنانچہ طارق بن سوید جعفی بیان کرتے ہیں:

((عَنْ طَارِقِ بْنَ سُوَيْدٍ الْجُعْفِيَّ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يَصْنَعَهَا، فَقَالَ: إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ: " إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلَكِنَّهُ دَاءٌ))

سیدنا طارق بن سعید جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے اس کے بنانے سے منع کیا یا اس کو ناپسند کیا۔ وہ بولے: میں دوا کے لیے بناتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:"وہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری ہے۔"

(صحیح مسلم / مشروبات کا بیان / باب: شراب سے علاج کرنا حرام ہے اور وہ دوا نہیں ہے۔ حدیث نمبر: 1984، جامع الترمذی: 2045)

لہذا اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حرام اشیاء کے ذریعے علاج کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اونٹوں کے پیشاب سے علاج کی اجازت ہے لہذا حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔

لہذا اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حرام اشیاء کے ذریعے علاج کرنا منع ہے اور اونٹوں کے پیشاب سے علاج کرنا جائز ہے لہذا حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔

امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى طَهَارَةِ أَبْوَالِ الْإِبِلِ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ أَبْوَالِهَا وَأَبْوَالِ سَائِرِ الْأَنْعَامِ وَمَعَ أَنَّ الْأَشْيَاءَ عَلَى الطَّهَارَةِ حَتَّى تَثْبُتَ نَجَاسَةُ شَيْءٍ مِنْهَا بِكِتَابٍ أَوْ سُنَّةٍ أَوْ إِجْمَاعٍ))

"یہ حدیث [عرینہ یا عکل قبیلہ کا واقعہ] اونٹوں کے پیشاب کے پاک ہونے کی دلیل ہے لہذا دیگر چوپایوں اور مویشیوں کا پیشاب اور اونٹوں کے پیشاب میں کوئی فرق نہیں ہے اور

دوسرا اہم فقہی اصول یہ ہے کہ تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ پاک ہیں جب تک کہ قرآن وحدیث یا پھر اجماع کے ذریعے ان چیزوں کی نجاست ثابت نہ ہو جائے"

(الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف لابن المنذر:2/199)

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَفِي الْقِصَّةِ دَلِيلٌ عَلَى التَّدَاوِي وَالتَّطَبُّبِ وَعَلَى طَهَارَةِ بَوْلِ مَأْكُولِ اللَّحْمِ فَإِنَّ التَّدَاوِيَ بِالْمُحَرَّمَاتِ غَيْرُ جَائِزٍ وَلَمْ يُؤْمَرُوا مَعَ قُرْبِ عَهْدِهِمْ بِالْإِسْلَامِ بِغَسْلِ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا أَصَابَتْهُ ثِيَابُهُمْ مِنْ أَبْوَالِهَا لِلصَّلَاةِ، وَتَأْخِيرُ الْبَيَانِ لَا يَجُوزُ عَنْ وَقْتِ الْحَاجَةِ))

"[قبیلہ عرینہ اور عکل کے] اس قصہ میں حلال جانوروں کے پیشاب کے پاک ہونے اوران سے علاج ومعالجہ کے جائز ہونے کی صریح دلیل موجود ہے کیونکہ حرام اشیاء سے علاج کرنا ناجائز وحرام ہے نیز اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ اونٹوں کا پیشاب پینے کی اجازت مرحمت فرمانے کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نو مسلم افراد کو اپنے منہ اور کپڑے دھونے کا حکم نہیں دیا اور یہ بھی فقہی قاعدہ ہے کہ ضرورت کے وقت بیانِ حکم کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے

(زاد المعاد فی ہدی خیر العباد لابن القیم:4/44،" فَصْلٌ فِي هَدْيِهِ فِي دَاءِ الِاسْتِسْقَاءِ وَعِلَاجِهِ")

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: قَدْ صَحَّ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ. وَقَدْ اسْتَدَلَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ مَنْ قَالَ بِطَهَارَةِ بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ، وَهُوَ مَذْهَبُ الْعِتْرَةِ وَالنَّخَعِيِّ

وَالْأَوْزَاعِيِّ وَالزُّهْرِيِّ وَمَالِكٍ وَأَحْمَدَ وَمُحَمَّدٍ وَزُفَرَ وَطَائِفَةٍ مِنَ السَّلَفِ، وَوَافَقَهُمْ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْإِصْطَخْرِيُّ وَالرُّويَانِيُّ. أَمَّا فِي الْإِبِلِ فَبِالنَّصِّ، وَأَمَّا فِي غَيْرِهَا مِمَّا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ فَبِالْقِيَاسِ. قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ: وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ هَذَا خَاصٌّ بِأُولَئِكَ الْأَقْوَامِ فَلَمْ يُصِبْ إِذْ الْخَصَائِصُ لَا تَثْبُتُ إِلَّا بِدَلِيلٍ، وَيُؤَيِّدُ ذَلِكَ تَقْرِيرُ))

امام احمد اور اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں: اس باب کے تحت یہ احادیث جو سیدنا براء بن عازب اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے مروی اس باب کی احادیث صحیح ہیں ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کی طہارت کے قائلین نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے اور یہی عِتْرَة، نَخَعِي ، أَوْزَاعِي، زُهْرِي، مَالِك ، أَحْمَد، مُحَمَّد، زُفَرَ اور سلف کی ایک جماعت کا موقف ہے اور شوافع میں سے ان کی موافقت ابن خزیمہ ، ابن منذر ، ابن حبان إِصْطَخْرِي اور رُويَانِي رحمۃ اللہ علیہم نے کی ہے اونٹوں کے پیشاب کی طہارت بطورِ نص صریح سے ثابت ہے اور دیگر ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کی طہارت اور امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے یہ خیال کہ اونٹوں کے پیشاب کا حکم خاص ایک گروہ کے لئے تھا ان کا یہ خیال درست نہیں کیونکہ خصوصیت بھی دلیل کی محتاج ہے۔

(نیل الاوطار للشوکانی:1/69، كتاب الطهارة،أبواب تطهير النجاسة وذكر ما نص عليه منها،باب الرخصة في باب ما يؤكل لحمه)

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ پر اس طرح باب قائم کرتے ہیں:

((بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ أَبْوَالَ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ لَيْسَ بِنَجَسٍ، وَلَا يَنْجُسُ

الْمَاءُ إِذَا خَالَطَهُ))

اس دلیل کا بیان کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب نجس نہیں ہوتا اور اگر ان جانوروں کا پیشاب پانی میں مل جائے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

(صحیح ابن خزیمہ، کتاب الوضو، باب نمبر:89)

((عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:" كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی تعمیر سے پہلے نماز بکریوں کے باڑے میں پڑھ لیا کرتے تھے۔(معلوم ہوا کہ بکریوں وغیرہ کے باڑے میں بوقت ضرورت نماز پڑھی جاسکتی ہے)

(صحیح بخاری/کتاب:وضو کے بیان میں/باب:اونٹ، بکری اور چوپایوں کا پیشاب اور ان کے رہنے کی جگہ کے بارے میں۔حدیث نمبر:234،حدیث متعلقہ ابواب:مویشیوں کے باڑے میں نماز ادا کرنا، صحیح مسلم:1174،جامع الترمذی:350)

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی:

"جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان کا پیشاب اور گوبر سب پاک ہیں، جیسے اونٹ، گائے، بکریاں اور شکار کے تمام جانور۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے رہنے کی جگہوں میں نماز پڑھا کرتے تھے، اور جب عرنی قبیلے کے لوگوں کو مدینہ میں طبیعت خراب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صدقہ کے اونٹوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان کے پیشاب اور دودھ سے صحت یاب ہو جائیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اونٹوں کے پیشاب پینے کی اجازت دی تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ پیشاب پاک ہے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کے رہنے کی جگہوں میں نماز پڑھی، تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جگہیں پاک ہیں۔

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے رہنے کی جگہوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا، مگر یہ نجاست کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ کسی اور وجہ سے۔ ورنہ ان کا پیشاب اور گوبر پاک ہیں، اسی طرح گائے،

بکریوں، شکار کے جانوروں، مرغیوں اور کبوتروں کا پیشاب اور گوبر بھی پاک ہیں۔

البتہ اگر مرغی نجاست کھاتی ہو تو وہ ناپاک ہو جاتی ہے، اور جب تک وہ تین دن یا اس سے زیادہ پاک چیز نہ کھائے، صاف نہیں ہوتی۔ اگر اس دوران کپڑے پر کچھ لگ جائے تو اسے دھونا بہتر اور زیادہ احتیاط ہے۔"

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کا ماخذ

رَوْثُ الحيوانِ وبَولُه (الدرر السنية کے حوالے سے):

پہلا مسئلہ:

جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا، ان کا پیشاب اور گوبر ناپاک ہے، اور اس پر چاروں فقہی مذاہب (حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، اور حنابلہ) کا اتفاق ہے۔ اس پر اجماع بھی نقل کیا گیا ہے۔

دلائل:

سنت سے دلیل:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور مجھے تین پتھر لانے کا حکم دیا۔ میں نے دو پتھر تلاش کیے، لیکن تیسرا نہ ملا، تو میں گوبر کا ٹکڑا لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پتھر لے لیے اور گوبر کو پھینک دیا اور فرمایا: یہ ناپاک ہے (رِکسٌ)۔"

عقل سے دلیل:

جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے، اس کی وجہ ان کی خوراک کی گندگی ہے، لہٰذا ان کا پیشاب اور گوبر بھی ناپاک ہو گا۔

دوسرا مسئلہ:

جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان کا پیشاب اور گوبر پاک ہے۔ یہ مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، اور امام شوکانی، ابن باز، اور ابن عثیمین کا بھی یہی موقف ہے۔ اس پر اجماع بھی نقل کیا گیا ہے۔

دلائل:

سنت سے دلیل:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

پہلی دلیل:

"چند لوگ عُکْل یا عُرَینہ قبیلے سے آئے، اور مدینہ کی آب وہوا ان کے لیے موافق نہ تھی۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اونٹنیوں کے پاس جانے کا حکم دیا اور ان کے پیشاب اور دودھ پینے کی اجازت دی۔"

دوسری دلیل:

نبی ﷺ نے عرنی قبیلے کے لوگوں کو اونٹوں کے پیشاب پینے کا حکم دیا، اگر یہ ناپاک ہوتا تو آپ ﷺ ان کو اجازت نہ دیتے۔ اگر یہ اجازت مجبوری کے تحت دی گئی ہوتی تو آپ ﷺ ان کو وضاحت سے بتاتے کہ اپنے منہ، ہاتھ اور برتنوں کو پاک کریں، لیکن ایسی کوئی ہدایت نہیں دی گئی، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ناپاک نہیں ہے۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں بکریوں کے رہنے کی جگہوں میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔"

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بکریوں کے رہنے کی جگھوں میں نماز پڑھو، لیکن اونٹوں کے رہنے کی جگھوں میں نماز نہ پڑھو۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بکریوں کے رہنے کی جگھوں میں نماز پڑھو۔"

تیسری دلیل:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کے رہنے کی جگھوں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی، اگر ان کا پیشاب یا گوبر ناپاک ہوتا تو نماز کی اجازت نہ دیتے، کیونکہ نماز کے لیے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا، اور رکنِ یمانی کو عصا سے چھوا۔"

چوتھی دلیل:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اونٹ پر سوار ہو کر مسجد میں طواف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اونٹ کا پیشاب پاک ہے، کیونکہ طواف کے دوران پیشاب ہونے کا امکان موجود تھا، اگر یہ ناپاک ہوتا تو مسجد میں اونٹ لانے کی اجازت نہ ہوتی۔

اصل براءت (پاکیزگی کا اصول):

اصل میں ہر چیز پاک ہوتی ہے جب تک کہ اس کے ناپاک ہونے کی کوئی واضح دلیل نہ آجائے۔

13-غیر مأکول اللحم(6)

(6)
شیخ بن باز رحمہ اللہ کا فتوی ہے۔
أن بول ما يؤكل لحمه وروثه كله طاهر، مثل الإبل والبقر والغنم والصيد كله طاهر، والنبي ﷺ كان يصلي في مرابض الغنم، ولما استوخم العرنيون في المدينة بعثهم إلى إبل الصدقة يشربون من أبوالها وألبانها حتى صحوا، فلما أذن لهم بالشرب من أبوالها دل على طهارتها، ولما صلى في مرابض الغنم دل على طهارتها، ولكن نهى عن الصلاة في معاطن الإبل لا للنجاسة بل لأمر آخر، وإلا فبولها وروثها طاهر، وهكذا البقر، وهكذا الغنم، وهكذا الصيد، وهكذا الدجاج، وهكذا الحمام.
لكن إذا كانت دجاجة جلالة تأكل نجاسات هذه تنجس، حتى تأكل شيئًا طيبًا ثلاثة أيام أو أكثر حتى تنظف، وإذا غسل ثوبه منها وقت كونها جلالة يكون أحوط وأحسن
https://binbaz.org.sa/fatwas/20379/%D8%AD%D9%83%D9%85-%D8%B7%D9%87%D8%A7%D8%B1%D8%A9-%D8%A8%D9%88%D9%84-%D9%88%D8%B1%D9%88%D8%AB-%D9%85%D8%A7-%D9%8A%D9%88%D9%83%D9%84-%D9%84%D8%AD%D9%85%D9%87
رَوْثُ الحَيوانِ وبَولُه: الدرر السنية کے حوالے کے مطابق
المسألة الأولى: رَوْثُ وبَوْلُ الحيوانِ غيرِ مأكولِ اللَّحمِ
رَوْثُ الحيوانِ غيرِ مأكولِ اللَّحمِ وبَولُه؛ نَجِسٌ، وهذا باتِّفاقِ المَذاهِبِ الفِقهيَّةِ الأربَعةِ: الحَنفيَّةِ، والمالكيَّة، والشَّافعيَّة، والحنابِلةِ، وحُكِيَ الإجماعُ على ذلك
الأدلَّة:
أولًا: مِن السُّنَّةِ
عن عبدِ اللهِ بنِ مَسعودٍ رَضِيَ اللهُ عنه قال: ((أتى النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم الغائِطَ، فأمَرني أنْ آتيَه بثلاثةِ أحجارٍ، فوجدتُ حَجَرينِ، والتمستُ الثَّالِثَ فلم أجِدْه، فأخذتُ رَوثةً، فأتيتُه بها، فأخَذ الحَجَرينِ وألقى الرَّوثةَ، وقال: هذا رِكسٌ))
ثانيًا: أنَّ سببَ تَحريمِ لَحمِه، هو خُبثُ مَأكَلِه؛ فبَولُه ورَجيعُه كذلك
المسألة الثانية: رَوثُ وبَولُ الحَيوانِ المأكولِ اللَّحمِ
رَوثُ الحيوانِ مأكولُ اللَّحمِ وبولُه؛ طاهِرٌ، وهذا مَذهَبُ المالكيَّة، والحنابلةِ، وهو اختيارُ الشوكانيّ، وابنِ باز، وابنِ عُثيمين، وحُكِيَ الإجماعُ على ذلك
الأدلَّة:
أولًا: مِن السُّنَّةِ
١- عن أنسٍ رَضِيَ اللهُ عنه قال: ((قدِم أناسٌ مِن عُكْلٍ أو عُرَينة، فاجْتَوَوا المدينة، فأمَرَهم النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم بلِقاحٍ، وأنْ يَشرَبوا من أبوالِها وألبانِها))
وجه الدَّلالة:
أنَّ النبيَّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم أمَر العُرَنيِّينَ أن يستقُوا من أبوالِ الإبِلِ وألبانِها، ولو كان نَجِسًا لَمَا أذِن بالتَّداوي بذلك، ولو كان أذِنَ لهم على سبيلِ الضَّرورة، لوجَب أن يُبيِّنَ لهم وجوبَ تَطهيرِ أفواهِهم وأيديهم وآنيَتِهم، فلمَّا لم يكُنْ شيءٌ

جو پرندے اپنے پنجوں سے شکار کرتے ہیں اور جانوروں میں کچلی والے درندے حرام ہیں۔

14- حلال جانور کی اوجھڑی جسم پر لگ جائے تو نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ. ح قَالَ: وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ :" أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ، إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْض، أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَى جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ، إِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ، فَجَاءَ بِهِ، فَنَظَرَ حَتَّى إِذَا سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ

من ذلك، دلَّ على أنَّه غيرُ نَجِسٍ

٢- عن جابرِ بنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عنه: ((أنَّ رجلًا سأل رسولَ الله صلَّى اللهُ عليه وسلَّم: . . . أُصلّي في مرابِضِ الغنم؟ قال: نعَمْ))

٣- عن عبد الله بن مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عنه، قال: قال رسولُ الله صلَّى اللهُ عليه وسلَّم: ((صَلُّوا في مرابِضِ الغَنَمِ، ولا تصلُّوا في أعطانِ الإبِلِ))

٤- عن أبي هُرَيرَة رَضِيَ اللهُ عَنْه، قال: قال رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: ((صلُّوا في مرابِضِ الغَنمِ))

وجه الدَّلالةِ مِن الحديثين:

أنَّ النبيَّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم أذِنَ في الصَّلاةِ في مرابِضِ الغَنمِ، ولو كان بولُها وروثُها نَجِسًا لَمَا أذِن في الصَّلاة؛ إذ يُشترَط للصلاةِ طَهارةُ المكانِ

٤- عَنِ ابنِ عبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عنهما قال: ((طاف النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم في حَجَّةِ الوَداعِ على بعيرٍ، يستلِمُ الرُّكنَ بمِحْجَنٍ))

وجه الدَّلالة:

أنَّ إدخالَ البَعيرِ المَسجدَ، والطَّوافَ عليه؛ دليلٌ على طَهارةِ بَولِه؛ إذ لا يُؤمَنُ بَولُ البَعيرِ في أثناءِ الطَّوافِ

ثانيًا: البَراءةُ الأصليَّة، فالأصلُ الطَّهارةُ، حتى يأتيَ الدَّليلُ بخِلافِها

بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا لَوْ كَانَ لِي مَنَعَةٌ، قَالَ: فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ، فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ...))

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل اور اس کے ساتھی (بھی وہیں) بیٹھے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم میں سے کوئی شخص ہے جو فلاں قبیلے کی اونٹنی کی اوجھڑی اٹھالائے اور (لاکر) جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں جائیں تو ان کی پیٹھ پر رکھ دے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک سب سے زیادہ بدبخت (آدمی) اٹھا اور وہ اوجھڑی لے کر آیا اور دیکھتا رہا جب آپ نے سجدہ کیا تو اس نے اس اوجھڑی کو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں یہ (سب کچھ) دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہ کر سکتا تھا۔ کاش! (اس وقت) مجھے روکنے کی طاقت ہوتی۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ وہ ہنسنے لگے اور (ہنسی کے مارے) لوٹ پوٹ ہونے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے (بوجھ کی وجہ سے) اپنا سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور انہوں نے اس کو ہٹایا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا۔۔۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: جب نمازی کی پشت پر (اچانک) کوئی نجاست یا مردار ڈال دیا جائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ حدیث نمبر: 240، حدیث متعلقہ ابواب: ابوجہل، عتبہ اور شیبہ کا انجام، صحیح مسلم: 4649، سنن النسائی: 306)

مندرجہ بالا حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی سنن میں بیان کیا ہے اور آپ اس طرح سے باب قائم کرتے ہیں:

((باب فَرْثِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ يُصِيبُ الثَّوْبَ))

"اگر حلال جانوروں کا گوبر کپڑوں پر لگ جائے۔"

(سنن النسائی، کتاب اطہارۃ، باب نمبر:192)

15۔ آیا کتے کا صرف گوشت اور لعاب ناپاک ہے یا اس کا سارا جسم؟

پہلی حدیث:

((اذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مرار))

"ترجمہ: جب کتا منہ ڈال کر پیئے تم میں سے کسی کے برتن میں تو بہادے اس کو پھر سات بار دھو دے۔

[بخاری:172۔ مسلم:279]

دوسری حدیث:

((طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولاَهُنَّ بِالتُّرَابِ))

ترجمہ: "تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اس میں منہ ڈال کر پیئے یہ ہے کہ اسے سات بار دھوئیں پہلی بار مٹی سے۔"

[مسلم:279/ ابوداود:71]

تیسری حدیث: (حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عنه قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:"جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں سے (کچھ) پی لے تو اس کو سات مرتبہ دھولو (تو پاک ہو جائے گا)۔

(صحیح بخاری/ کتاب: وضو کے بیان میں / باب: جب کتا برتن میں پی لے (تو کیا کرنا چاہیے)۔ حدیث

نمبر: 172، حدیث متعلقہ ابواب: کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھونا۔ حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم[279])

چوتھی حدیث (حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

((۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((طَهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ، إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ، أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ))، (٨)وفي رواية: ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ، فَلْيُرِقْهُ، ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اس میں منہ ڈال کر پیئے تو برتن میں جو کچھ ہے اس کو بہادیں اور اسے سات بار دھوئیں پہلی بار مٹی سے"۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال کر پیئے تو اس کو بہادے پھر سات بار دھودے۔"

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام ومسائل / باب: کتے کے جھوٹے کا حکم۔ حدیث نمبر:(279)

نوٹ: نص (دلیل) کی بنیاد پر کتا کا لعاب ناپاک ہے اور اس کے جسم کے تمام اجزاء، قیاس کی بنیاد پر ناپاک ہیں

(مجموع فتاوی: امام ابن تیمیہ 21/216-220)

16۔ آیا گدھے کا گوشت ہی ناپاک ہے یا اس کا تمام جسم؟

حدیث انس رضی اللہ عنہ:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:" أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ جَاءٍ، فَقَالَ: أُكِلَتِ الْحُمُرُ، ثُمَّ جَاءَهُ جَاءٍ، فَقَالَ: أُكِلَتِ الْحُمُرُ، ثُمَّ جَاءَهُ جَاءٍ، فَقَالَ: أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ، فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ، فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ وَإِنَّهَا لَتَفُورُ بِاللَّحْمِ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب آئے اور عرض کیا کہ گدھے کا گوشت کھایا گیا پھر دوسرے صاحب آئے اور کہا کہ گدھے کا گوشت کھایا گیا پھر تیسرے صاحب آئے اور کہا کہ گدھے ختم ہو گئے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کے ذریعہ لوگوں میں اعلان کرایا کہ: "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تمہیں پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ ناپاک ہیں چنانچہ اسی وقت ہانڈیاں الٹ دی گئیں حالانکہ وہ (گدھے کے) گوشت سے جوش مار رہی تھیں۔

(صحیح بخاری / کتاب: ذبیح اور شکار کے بیان میں / باب: پالتو گدھوں کا گوشت کھانا منع ہے۔ حدیث نمبر: 5528، مسلم: 1940)

نوٹ۔ گدھے کی لید کے نجس ہونے کیلئے واضح نص ہے اس لئے وہ نجس ہے لیکن اس پر قیاس نہ کیا جائے (الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ) لیکن جمہور نے قیاس کی اجازت دی ہے جیسا کہ غیر ماکول اللحم میں 13 واں مسئلہ میں اجماع کے حوالے کے ساتھ تفصیلی بحث گذر چکی ہے۔

نوٹ: گدھے کا گوشت ناپاک ہے لیکن اس کا جسم نجس نہیں [7]

(7)

نوٹ: گدھے اور خچر کا بچا ہوا جھوٹا پاک ہے اور اسی طرح ان کا پسینہ نجس نہیں کیونکہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ان کی سواری کیا کرتے تھے اور اگر ان کے جسم ناپاک ہوتے تو اس کی وضاحت وارد ہوتی۔

سؤرُ البَغلِ والحِمارِ الأهليّ؛ طاهِرٌ، وهو مذهَبُ المالكيَّة والشَّافعيَّة وروايةٌ عن أحمد، وهو قولُ طائفةٍ مِنَ السَّلف، واختاره ابنُ قدامة، وابنُ باز، وابنُ عثيمين، وبه أفتت اللَّجنةُ الدائمةُ (المصدر - الدرر السنية)

الحِمارُ والبَغلُ طاهرانِ؛ وهذا مَذهَبُ المالكيَّة، والشَّافعيَّة، وهو روايةٌ عن أحمد، واختارها ابنُ قُدامة، وابنُ تيميَّة، وابنُ باز، وابنُ عثيمين

الأدلَّة:

أوَّلًا: من الكتاب

قول الله تعالى: وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً [النحل: ٨]

وجه الدَّلالة:

أنَّه سبحانه وتعالى ذكَر هذه الحيواناتِ في مقامِ الامتنانِ على عبادِه، ولو كانت نجسةً لَمَا أباحَها لهم.

ثانيًا: مِن السُّنَّةِ

عن كَبشةَ بنتِ كَعبِ بنِ مالكٍ: ((أنَّ أبا قتادةَ دخل عليها، فسكَبَتْ له وَضوءًا، قالت: فجاءتْ هِرَّةٌ، فأصْغَى لها الإناءَ حتى شربتْ، قالت كبشةُ: فرآني أنظُرُ إليه، قال: أتعجبينَ يا ابنةَ أخي؟ فقلت: نعَمْ، فقال: إنَّ رسولَ الله صلَّى اللهُ عليه وسلَّم قال: إنَّها ليستْ بنَجَسٍ؛ إنَّها مِنَ الطَّوَّافين عليكم والطَّوَّافات))

وجه الدَّلالة:

أنَّه نصَّ على أنَّ العِلَّة في عَدَمِ نجاسة الهِرَّة كونُها من الطَّوَّافين علينا والطَّوَّافات، والتَّطواف علَّةٌ معلومةُ المناسبةِ، وهي مشقَّةُ التحرُّزِ، فوجب أن يُعلَّقَ الحُكمُ بها، ويندرِجُ في ذلك البَغلُ والحِمارُ

ثالثًا: أنَّ الحَميرَ والبِغالَ كانت تُركَبُ على عهدِ رَسولِ الله صلَّى اللهُ عليه وسلَّم، ولا بدَّ أن يُصيبَ الراكبَ شيءٌ من عَرَقِها ولُعابِها، ولو كانت نجسةً لبيَّنَه النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم، ولأمَر أمَّتَه بالتحرُّز منه، ولنُقِلَ إلينا توقِّي الصَّحابةِ لذلك

رابعًا: أنَّ الأصلَ في الأعيانِ الطَّهارةُ، ولا يُحكَمُ بنجاسةِ شيءٍ إلَّا بدليلٍ صحيحٍ صريحٍ، ولا دليلَ هنا

أسآرُ سِباعِ البهائِمِ كالذِّئابِ والنُّمور والأُسود، وجوارِحِ الطَّيرِ كالصُّقور؛ طاهرةٌ كلُّها، وهذا مَذهَبُ المالكية،والشافعية، وروايةٌ عن أحمد، واختاره ابنُ المُنذِر، وابنُ حَزمٍ، وابنُ عثيمين وبه صدرت فتوى اللَّجنة الدَّائمةِ

17-الجلّالۃ یعنی نجاست خور جانور

نجاست خور جانور کا کیا حکم ہے؟

نوٹ: جب تک کہ اس کو باندھ کر پاک غذا نہ کھلائیں جلالہ نجس کے قسم میں ہے جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو مینگنیاں اور لید کھاتا ہے اور یہ اس صورت میں نجس جانوروں کی قبیل سے خارج ہو گا اگر اس کو غذا بند کرتے ہوئے کچھ دن باندھ کر رکھا جائے۔

پہلی حدیث (حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما)

((عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: " نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الْجَلَّالَةِ وَأَلْبَانِهَا))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاست خور جانور کے گوشت کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا۔

(سنن ابی داود / کتاب: کھانے کے متعلق احکام و مسائل / باب: گندگی کھانے والے جانور کے گوشت کو کھانا اور اس کے دودھ کو پینا منع ہے۔ حدیث نمبر: 3785، سنن الترمذی / الأطعمة 24(1824)، سنن ابن ماجہ / الذبائح 11 (3189)، (تحفة الأشراف: 7387)، شیخ البانی رحمہ اللہ علیہ نے " الارواء: 2503" میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

دوسری حدیث: (حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما)

((عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عنهما قال: ((نَهَى رسولُ الله صلَّى اللهُ عليه وسلَّم عن لَبَنِ شاةِ الجلّالةِ))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاست خور بکری کا دودھ (پینے) سے منع فرمایا۔

(سنن ابی داود / کتاب: کھانے کے متعلق احکام و مسائل / باب: گندگی کھانے والے جانور کے گوشت

کو کھانا اور اس کے دودھ کو پینا منع ہے۔حدیث نمبر:3786، سنن الترمذی/الأطعمة24(1824)، سنن النسائی/الضحایا43(4453)،(4448)، تحفة الأشراف:6191، سنن ابن ماجه/الأشربة20 (3420)، أحمد(1/226)(1989) اور اس حدیث کے الفاظ مسند احمد کے ہیں۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا، اور ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ نے "الاقتراح"(107) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور ابن حجر نے "فتح الباری"(9/564) میں فرمایا: روایوں کے اعتبار سے یہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق ہے اور احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند احمد" کی اپنی تحقیق (3/307) میں اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح سنن ابو داود"(3719)، اور الشیخ مقبل بن ہادی الوادعی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم کی شرط کے مطابق "الصحیح المسند"(664) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

تیسری حدیث:(حدیث عبد اللہ بن عمرو السہمی رضی اللہ عنہ)

((۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ" عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَعَنِ الْجَلَّالَةِ عَنْ رُكُوبِهَا وَأَكْلِ لَحْمِهَا))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے اور نجاست خور جانور کی سواری کرنے اور اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

(سنن ابی داود/کتاب: کھانے کے متعلق احکام و مسائل/باب: گھریلو گدھے کا گوشت کھانا حرام ہے۔حدیث نمبر:3811، سنن النسائی/الضحایا42(4452)،(4447)، أحمد(2/219)(7039)۔ تحفة الأشراف:8762، مسند احمد(2/219)، ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباري"(9/564) میں اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح سنن أبي داود"(3811) میں اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا)

❖ بعض اہلِ علم نے، مرغی کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

[بخاری:5518۔ مسلم:1649]

چوتھی حدیث: (حدیثِ ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ)

((عَنْ زَهْدَمٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ، فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فِيهِ لَحْمُ دَجَاجٍ، وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ أَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهِ، قَالَ: ادْنُ، فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ أَكَلَ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا آكُلَهُ، فَقَالَ: ادْنُ أُخْبِرْكَ أَوْ أُحَدِّثْكَ، إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ، وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ، فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا، قَالَ: مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبٍ مِنْ إِبِلٍ، فَقَالَ:" أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّونَ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّونَ؟" قَالَ: فَأَعْطَانَا خَمْسَ ذَوْدٍ غُرَّ الذُّرَى فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيدٍ، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: نَسِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا، فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا، فَظَنَنَّا أَنَّكَ نَسِيتَ يَمِينَكَ، فَقَالَ:" إِنَّ اللَّهَ هُوَ حَمَلَكُمْ، إِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا))

زہدم جرمی نے بیان کیا کہ ہم سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ہم میں اور اس قبیلہ جرم میں بھائی چارہ تھا پھر کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت بھی تھا، حاضرین میں

ایک شخص سرخ رنگ کا بیٹھا ہوا تھا لیکن وہ کھانے میں شریک نہیں ہوا، سیدنا ابو موسیٰ ﷜ نے اس سے کہا کہ تم بھی شریک ہو جاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے مرغی کو گندگی کھاتے دیکھا تھا اسی وقت سے مجھے اس سے گھن آنے لگی ہے اور میں نے قسم کھالی ہے کہ اب اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ سیدنا ابو موسیٰ ﷜ نے کہا کہ شریک ہو جاؤ میں تمہیں خبر دیتا ہوں یا انہوں نے کہا کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں قبیلہ اشعر کے چند لوگوں کو ساتھ لے کر حاضر ہوا، میں نبی کریم ﷺ کے سامنے آیا تو آپ خفا تھے آپ صدقہ کے اونٹ تقسیم فرمارہے تھے۔ اسی وقت ہم نے نبی کریم ﷺ سے سواری کے لیے اونٹ کا سوال کیا نبی کریم ﷺ نے قسم کھالی کہ آپ ہمیں سواری کے لیے اونٹ نہیں دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "میرے پاس تمہارے لیے سواری کا کوئی جانور نہیں ہے"۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "اشعری کہاں ہیں، اشعری کہاں ہیں؟" بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں پانچ سفید کوہان والے اونٹ دے دیئے۔ تھوڑی دیر تک تو ہم خاموش رہے لیکن پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قسم بھول گئے ہیں اور اگر ہم نے نبی کریم ﷺ کو آپ کی قسم کے بارے میں غافل رکھا تو ہم کبھی فلاح نہیں پا سکیں گے۔ چنانچہ ہم آپ کی خدمت میں واپس آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم نے آپ سے سواری کے اونٹ ایک مرتبہ مانگے تھے تو آپ نے ہمیں سواری کے لیے کوئی جانور نہ دینے کی قسم کھالی تھی ہمارے خیال میں آپ اپنی قسم بھول گئے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "بلاشبہ اللہ ہی کی وہ ذات ہے جس نے تمہیں سواری کے لیے جانور عطا فرمایا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں کوئی قسم کھالوں اور پھر بعد میں مجھ پر واضح ہو جائے کہ اس کے سوا دوسری چیز اس سے بہتر ہے اور پھر وہی میں نہ کروں جو بہتر ہے، میں قسم توڑ دوں گا اور وہی کروں گا جو بہتر ہو گا اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کر دوں گا۔

(صحیح بخاری / کتاب: ذبیح اور شکار کے بیان میں / باب: مرغی کھانے کا بیان۔ حدیث نمبر: 5518)

18۔ بلا خون والے حشرات اور جانور مثلاً: مکھی، چیونٹی اور مکھڑی

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

جواب جس جانور میں بہتا خون نہ ہو تو وہ پاک ہے۔ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ[8]

8

أثبت كثير من أهل العلم أن الوزغ من الحيوانات التي لها نفس – أي الدم – سائلة .

قال أبو عبيد القاسم بن سلام:

" وأما الحيات والأوزاغ: فإنها عندنا مفارقة لكل ما سمينا، وذلك لأن لها دما في رؤوسها " انتهى من "الطهور" (ص ٢٥٥) .

جاء في "النتف في الفتاوى" للسغدي الحنفي (١/٣٧-٣٨):

" وعند الفقهاء الهوام على وجهين:

مَا لَهُ دم سَائِل، مثل الْفَأْرَة والحية والوزغة والقنفذ : فإن مَا يخرج مِنْهَا ، وسؤرها : مَكْرُوه . . وبولها: نجس . . " انتهى .

وقال ابن عابدين:

" قوله: (وسؤر سواكن بيوت طاهر للضرورة (مكروه) تنزيها في الأصح) .

قوله: (وسواكن بيوت) أي: مما له دم سائل كالفأرة والحية والوزغة، بخلاف ما لا دم له كالخنفس والصرصر والعقرب فإنه لا يكره كما مر " انتهى من "حاشية ابن عابدين" (١ / ٢٢٤) .

وفي بعض كلام الأحناف: ما يفهم منه تفريقهم بين الوزغة الكبيرة، فهي التي لها دم سائل، بخلاف الصغيرة .

انظر: "فتاوى قاضيخان" (١/٤)، "حاشية ابن عابدين" (١/١٨٥) .

وينظر: "الموسوعة الفقهية" (٤٠/٧٤) .

وقال محمد بن أحمد الدسوقي المالكي رحمه الله تعالى:

" ليس مما لا دم له: الوزغ ، والسحالي ، وشحمة الأرض؛ بل هي مما له نفس سائلة، فهي ذات لحم ودم " انتهى من"حاشية الدسوقي" (١ / ٤٩) .

وقال البهوتي، رحمه الله: "(وميتة غير الآدمي، و) غير . . . ؛ (إلا الوزغ والحية): فميتتهما نجسة؛ لأن لهما نفسا سائلة" انتهى من "شرح منتهى الإرادات" (١/١٠٧) .

وقال الشيخ ابن عثيمين رحمه الله تعالى:

" (الوزغ) قال أصحابنا رحمهم الله: للوزغ نفس سائلة؛ نص عليه الإمام أحمد، يعني: له دم يسيل . . . " . انتهى من "شرح بلوغ المرام" (١ / ١٠٩) .

رابعا:

من المعلوم أن ما له نفس سائلة ، مما لا يؤكل لحمه : فإن فضلاته نجسة، يجب توقيها في بقعة الصلاة .

قال ابن عبد البر رحمه الله تعالى:
" وأجمع العلماء على غسل النجاسات كلها، من الثياب والبدن ، وألا يصلى بشيء منها في الأرض، ولا في الثياب .
وأما العذرات ، وأبوال ما لا يؤكل لحمه : فقليل ذلك وكثيره، رجس نجس ، عند الجمهور من السلف، وعليه فقهاء الأمصار " انتهى من "الاستذكار" (٣ / ٢٠٥).
فعلى هذا القول بأن له نفسا سائله ، وأن فضلاته نجسة: فالواجب أن تُكسح هذه الفضلات، وتكنس من على بساط المسجد، إذا كانت كثيرة ظاهرة، كما ذكر.
وما دامت يابسة ، فإنها يكفي إزالتها بالكنس ونحوه ، ثم يصلي عليها الناس بعد ذلك ، ولا حرج .
فإن بقي بعد كنسها شيء يسير، مما يفوت الكانس عادة : فلا حرج أيضا في الصلاة على هذا البساط ، لعموم البلوى به ، على ما ذكرتم ، ومشقة الاحتراز منها .
قال الشيخ ابن عثيمين رحمه الله تعالى:
" وللعلماء رحمهم الله تعالى في مسألة يسير النجاسة أقوال . . .
القول الثالث: أنه يعفى عن يسير سائر النجاسات .
وهذا مذهب أبي حنيفة، واختيار شيخ الإسلام ابن تيمية، ولا سيما ما يبتلى به الناس كثيرا كبعر الفأر، وروثه، وما أشبه ذلك، فإن المشقة في مراعاته، والتطهر منه: حاصلة، والله تعالى يقول: (وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ) " انتهى من"الشرح الممتع" (١ / ٤٦٦).
وأما إن كنت رطبة، قد ظهر أثر رطوبتها في بساط المسجد وفراشه: فالواجب غسل ما لوثته هذه النجاسة، بعد رفعها من على البساط ، وإزالتها منه ، ثم يطهر محلها بغسله بالماء .
عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: " أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي المَسْجِدِ ، فَقَامُوا إِلَيْهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لاَ تُزْرِمُوهُ) ، ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ " رواه البخاري (٦٠٢٥) ، ومسلم (٢٨٤).
سُئلت "اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء":
" هل يكفي مسح النجاسة الساقطة على الفرش والبسط بالإسفنج ثلاث مرات، أم ماذا يعمل المسلم في ذلك؟
فأجابت: لا يكفي مسح النجاسة الساقطة على ما ذكر، بل يصب عليها الماء حتى يغلب على ما سقط عليها من النجاسة من بول ونحوه، وإن كان للنجاسة جرم وجب إزالته .
اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء
عبد الله بن قعود ، عبد الله بن غديان ، عبد الرزاق عفيفي ، عبد العزيز بن عبد الله بن باز " انتهى من " فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى" (٥ / ٣٦٥).
وسُئل الشيخ ابن عثيمين رحمه الله تعالى:
" ما صفة تطهير الفرش الكبير من النجاسة؟ وهل العصر في الغسل للنجاسة معتبر بعد إزالة عينها؟

%D9%83%D9%85-%D9%81%D8%B6%D9%84%D8%A7%D8%AA-%D8%A7%D9%84%D9%88%D8%B2%D8%BA-%D9%81%D9%8A-
%D8%A7%D9%84%D9%85%D8%B3%D8%AC%D8%AF

19- جنگلی جانوروں کا گوشت ناپاک ہے یا ان کا تمام جسم بھی؟"

جواب:

اصل یہ ہے کہ ان کا جسم پاک ہے جب تک ناپاکی کی دلیل ثابت نہ ہو جائے۔

(پہلی حدیث)

((سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ))

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جس پر جانور اور درندے آتے جاتے ہوں (اس میں سے پیتے اور اس میں پیشاب کرتے ہوں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب پانی دو قلہ ہو تو وہ نجاست کو دفع کر دے گا (یعنی نجاست اس پر غالب نہیں آئے گی)"۔

(صحیح ابی داود: 56۔ صحیح ابن ماجہ 418 صححہ فی الارواء 23)

(دوسری حدیث)

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ، فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جس پر جانور اور درندے آتے جاتے ہوں (اس میں سے پیتے اور اس میں پیشاب کرتے ہوں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب پانی دو قلہ ہو تو وہ نجاست کو دفع کر دے گا (یعنی نجاست اس پر غالب نہیں آئے گی)"۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: جو چیزیں پانی کو ناپاک کر دیتی ہیں۔ حدیث نمبر: 63، سنن النسائی/الطهارة 43 (52)، (تحفة الأشراف: 7272)، سنن

الترمذی/الطهارة 50 (367)، سنن ابن ماجه/الطهارة 75 (517، 518)، سنن الدارمی/الطهارة55(758)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

اس سلسلہ میں اہلِ علم کے دو قول ہیں[9] قول اول: ناپاک قول ثانی: پاک اور دوسرے

(9)
سِباعُ البَهائِمِ وجوارِحُ الطَّيرِ، غيرَ الكَلبِ؛ طاهرةُ الذَّاتِ، وهذا مَذهَبُ الجُمهورِ: الحنفيَّة، والمالكيَّة، والشَّافعيَّة، وهو روايةٌ عن أحمد، اختارها الآجُريُّ

وذلك للآتي

أوَّلًا: لأنَّها حيواناتٌ يجوزُ بَيعُها والانتفاعُ بها؛ ولذا فهي طاهرةٌ كالشَّاةِ

ثانيًا: أنَّ الأصلَ في الأشياءِ الطَّهارةُ، وهذا معلومٌ من كُلِّيَّات الشَّريعةِ وجزئيَّاتها، ولا يُصارُ إلى غير ذلك إلَّا بدليلٍ ناقلٍ عن الأصلِ (المصدر ـ الدرر السنية)

عربی زبان میں مندرجہ ذیل تفصیلی مقالہ ہے جس میں پاک جانور اور نجس جانور کی پہچان کے لئے بہت مفید معلومات ہیں

السؤال

ما هي الحيوانات الطاهرة والحيوانات النجسة ؟

الجواب

الحمد لله .

من المقرر شرعاً : أن الأصل في الأشياء والمخلوقات الطهارة ، ولا يحكم بنجاسة شيء إلا إذا دل الدليل الشرعي على نجاسته .

والحيوانات أقسام وأجناس مختلفة ، وقد اختلف العلماء في حكمها من حيث الطهارة والنجاسة ، ويمكن إجمال الكلام فيها فيما يلي:

-١كل حيوان مأكول اللحم فهو طاهر ، وهذا بإجماع العلماء .

قال ابن حزم : " وَكُلُّ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ ، فَلاَ خِلاَفَ فِي أَنَّهُ طَاهِرٌ ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : (وَيُحِلُّ لَهُمْ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمْ الْخَبَائِثَ) ، فَكُلُّ حَلاَلٍ هُوَ طَيِّبٌ ، وَالطَّيِّبُ لاَ يَكُونُ نَجِسًا ، بَلْ هُوَ طَاهِرٌ " انتهى من " المحلى .(١/١٢٩) "

وقال ابن المنذر : " أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ : أَنَّ سُؤْرَ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ طَاهِرٌ ، يَجُوزُ شُرْبُهُ ، وَالتَّطَهُّرُ بِهِ " انتهى من " الأوسط . (١/٢٩٩) "

والسؤر : هو بقية الشراب . ينظر: " تهذيب الأسماء واللغات. (٣/١٣٢) "

-٢كل حيوان ليست له نَفْس سائلة : فهو طاهر ، ومنه : الذباب ، والجراد ، والنمل ، والنحل ، والعقرب ، والصراصير ، والخنافس ، والعناكب .

والنفس هنا بمعنى : الدم ، وكل هذه الحشرات ليس لها دم يسيل .

ويدل على طهارتها : قوله صلى الله عليه وسلم : (إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ ، فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ، ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ ،

فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً ، وَفِي الْآخَرِ دَاءً) . رواه البخاري . (٥٧٨٢)

فلو كان نجساً ؛ لما أمر بغمسه في الإناء .

قال ابن القيم : " فَهُوَ دَلِيلٌ ظَاهِرُ الدّلَالَةِ جِدًا عَلَى أَنّ الذّبَابَ إذَا مَاتَ فِي مَاءٍ أَوْ مَائِعٍ فَإِنّهُ لَا يُنَجّسُهُ ، وَهَذَا قَوْلُ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ ، وَلَا يُعْرَفُ فِي السّلَفِ مُخَالِفٌ فِي ذَلِكَ .

وَوَجْهُ الِاسْتِدْلَالِ بِهِ : أَنّ النّبِيّ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ أَمَرَ بِمَقْلِهِ ، وَهُوَ غَمْسُهُ فِي الطّعَامِ ، وَمَعْلُومٌ أَنّهُ يَمُوتُ مِنْ ذَلِكَ ، وَلَا سِيّمَا إذَا كَانَ الطّعَامُ حَارًا ، فَلَوْ كَانَ يُنَجّسُهُ لَكَانَ أَمْرًا بِإِفْسَادِ الطّعَامِ وَهُوَ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ إنّمَا أَمَرَ بِإِصْلَاحِهِ ثُمّ عُدّيَ هَذَا الْحُكْمُ إلَى كُلّ مَا لَا نَفْسَ لَهُ سَائِلَةٌ ، كَالنّحْلَةِ ، وَالزّنْبُورِ ، وَالْعَنْكَبُوتِ ، وَأَشْبَاهِ ذَلِكَ " انتهى من " زاد المعاد . (٤/١٠١) "

-١٣الحيوانات التي تخالط الناس ، ويشق تحرزهم عنها : طاهرة ، ولو كانت غير مأكولة اللحم أو من السباع .

ومن ذلك : الهرة ، والحمار ، والبغل ، والفأر ، ونحوها من سواكن البيوت .

ويدل على ذلك : حديث كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ عِنْدَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ : " أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا .

قَالَتْ : فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءًا ، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ ، فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ .

قَالَتْ كَبْشَةُ : فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ .

فَقَالَ : أَتَعْجَبِينَ يَا بِنْتَ أَخِي ؟ .

فَقُلْتُ : نَعَمْ .

قَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ ، إِنَّمَا هِيَ مِنْ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ) " . رواه أصحاب السنن الأربعة ، وصححه البخاري والترمذي والعقيلي والدارقطني .

"ومعنى الطوافين علينا : " الذين يداخلوننا ويخالطوننا " انتهى من" التمهيد . (١/٣١٩) "

"والطوافون : هم بنو آدم ، يدخل بعضهم على بعض بالتكرار ، والطوافات : هي المواشي التي يكثر وجودها عند الناس ، مثل : الغنم ، والبقر ، والإبل ، وجعل النبي عليه السلام الهر من القبيلين ، لكثرة طوافه واختلاطه بالناس ، وأشار إلى الكثرة بصيغة التفعيل ؛ لأنه للتكثير والمبالغة " انتهى من" شرح أبي داود" للعيني . (١/٢٢٠)

"وأَشَارَ إِلَى أَنَّ عِلَّة الْحُكْم بِعَدَمِ نَجَاسَة الْهِرَّة هِيَ الضَّرُوَة النَّاشِئَة مِنْ كَثْرَة دَوَرَانهَا فِي الْبُيُوت ، وَدُخُولهَا فِيهِ ، بِحَيْثُ يَصْعُب صَوْن الْأَوَانِي عَنْهَا ، وَالْمَعْنَى أَنَّهَا تَطُوف عَلَيْكُمْ فِي مَنَازِلكُمْ وَمَسَاكِنكُمْ فَتَمْسَحُونَهَا بِأَبْدَانِكُمْ وَثِيَابكُمْ ، وَلَوْ كَانَتْ نَجِسَة لَأَمَرْتُكُمْ بِالْمُجَانَبَةِ عَنْهَا " انتهى من " عون المعبود . (١/١٤١) "

قال ابن القيم : " والذي جاءت به الشريعة من ذلك في غاية الحكمة والمصلحة ، فإنها لو جاءت بنجاستهما لكان فيه أعظم حرج ومشقة على الأمة ؛ لكثرة طوفانهما على الناس ليلاً ونهاراً ، وعلى فرشهم وثيابهم وأطعمتهم " انتهى من " إعلام الموقعين . (٢/١٧٢) "

والقول بطهارة الهر : " هو قول فقهاء الأمصار من أهل المدينة ، وأهل الكوفة ، وأهل الشام ، وسائر أهل الحجاز والعراق ، وأصحاب الحديث " انتهى من " الأوسط " لابن المنذر . (١/٢٧٦)

فإذا شربت القطة من إناء أو أكلت من طعام فإنه لا ينجس .

ويقاس على الهرة غيرها ممن هو مثل حالها من سواكن البيوت .

فكلُّ ما يكثر التطواف على الناس ؛ مما يشقُّ التَّحرُّز منه ، فحكمه كالهرَّة ، لكن يُستثنى من ذلك ما استثناه الشَّارع

، وهو الكلب ، فهو كثير الطَّواف على النَّاس ، ومع ذلك فهو نجس .
قال الشيخ ابن عثيمين : " ظاهر الحديث : أن طهارتها لمشَقَّة التَّحرُّز منها ؛ لكونها من الطوَّافين علينا ؛ فيكثر تردُّدها علينا ، فلو كانت نجسة ؛ لَشقَّ ذلك على النَّاس .
وعلى هذا يكون مناطُ الحُكمِ : التَّطْوَافُ الذي تحصُل به المشقَّة بالتَّحرُّز منها ، فكل ما شقَّ التَّحرُّز منه فهو طاهر فعلى هذا؛ البغل والحمار طاهران ، وهذا هو القول الرَّاجح الذي اختاره كثير من العلماء " انتهى من " الشرح الممتع (١/٤٤٤) " .
فالصحيح من أقوال أهل العلم إلحاق الحمار والبغل بالهرة في طهارة سؤرهما وعرقهما ، وهو مذهب المالكية والشافعية ، للعلة المذكورة ، ولحاجة الناس إليهما في الركوب والحمل .
قال ابن قدامة : " وَالصَّحِيحُ عِنْدِي : طَهَارَةُ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْكَبُهَا ، وَتُرْكَبُ فِي زَمَنِهِ ، وَفِي عَصْرِ الصَّحَابَةِ ، فَلَوْ كَانَ نَجِسًا لَبَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ ؛ وَلِأَنَّهُمَا لَا يُمْكِنُ التَّحَرُّزُ مِنْهُمَا لِمُقْتَنِيهِمَا ، فَأَشْبَهَا السِّنَّوْرَ [الهرة] " انتهى من " المغني . (١/٦٨) "
وقال الشيخ عبد الرحمن السعدي : " والصحيح الذي لا ريب فيه : أن البغل والحمار طاهران في الحياة كالهر ، فيكون ريقهما وعرقهما طاهراً ، وذلك أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يركبهما كثيراً ، ويركبان في زمنه ، وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم في الهرة: (إنها من الطوافين عليكم) ، فعلل بكثرة طوفانها ومشقة التحرز منها ، ومن المعلوم أن المشقة في الحمار والبغل أشد من ذلك" انتهى من "المختارات الجلية" (صـ ٢٧) .
٤-الكلب والخنزير : نجسان .
ويدل على نجاسة الخنزير قوله تعالى : (قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ) .
والقول بنجاسته هو قول جماهير أهل العلم من السلف والخلف .
قال ابن حزم : " وَاتَّفَقُوا أَن لحم الْخِنْزِير وشحمه وودكه وغضروفه ومخه وعصبه : حرَام كُله ، وكل ذَلِك نجس" انتهى من " مراتب الإجماع " (صـ٢٣) .
وقال النووي : " نقل ابن المنذر إجماعَ العلماء على نجاسة الخنزير ، وهو أولى ما يُحتج به لو ثبت الإجماع ، ولكن مذهب مالك طهارة الخنزير مادام حياً " انتهى من " المجموع . (٢/٥٦٨) "
وأما نجاسة الكلب فيدل عليها قوله صلى الله عليه وسلم : (طَهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ : أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ، أُولاهُنَّ بِالتُّرَابِ) . رواه مسلم . (٢٧٩)
قال الخطابي : " في هذا الحديث من الفقه أن الكلب نجس الذات ، ولولا نجاسته لم يكن لأمره بتطهير الإناء من ولوغه معنى ، والطهور يقع في الأصل إما لرفع حدث أو لإزالة نجس ، والإناء لا يلحقه حكم الحدث ، فعُلم أنه قصد به إزالة النجس .
وإذا ثبت أن لسانه الذي يتناول به الماء نجس يجب تطهير الإناء منه ، عُلم أن سائر أجزائة وأبعاضه في النجاسة بمثابة لسانه ، فبأي جزء من أجزاء بدنه ماسه وجب تطهيره " انتهى من " معالم السنن . (١/٣٩) "
وذهب بعض العلماء إلى أن الحديث يدل على نجاسة لعابه وريقه وفمه فقط ، وأما بقية بدنه فيبقى على الأصل وهو الطهارة ، وهو مذهب الحنفية ، واختاره شيخ الإسلام ابن تيمية . ينظر: " مجموع الفتاوى . (٢١/٥٣٠) "

وقد صرح ابن دقيق العيد رحمه الله بأن الحكم على جميع بدن الكلب بالنجاسة أنه اجتهاد من العلماء وليس نصًّا عن النبي صلى الله عليه وسلم فقال : " فتبين بهذا أن الحديث إنما دل على النجاسة فيما يتعلق بالفم ، وأن نجاسة بقية البدن بطريق الاستنباط " انتهى من " إحكام الأحكام " (صـ ٢٤).

والقول بنجاسة الكلب كله هو مذهب الشافعية والحنابلة .

قال ابن قدامة : " الْكَلْبُ وَالْخِنْزِيرُ : نَجِسَانِ بِجَمِيعِ أَجْزَائِهِمَا وَفَضَلَاتِهِمَا ، وَمَا يَنْفَصِلُ عَنْهُمَا " انتهى من " المغني " (٢/٦٧) .

وهو اختيار اللجنة الدائمة للإفتاء ، فقد جاء في " فتاوى اللجنة " (٨٩/٢٣) : " الكلب كله نجس ، لعابه وغيره " انتهى

-٥ما تبقى من الحيوانات مما لا يدخل في الأقسام السابقة ، سواء كان من السباع ، كالأسد والنمر والفهد ، والذئب . . . أو جوارح الطير ، كالصقر والنسر ، والعقاب ، ونحوها . . أو غير مأكول اللحم من غير السباع كالفيل والقرد . . . فهذه محل خلاف بين العلماء .

- فمذهب المالكية طهارة جميع الحيوانات في حال الحياة ، ولا يستثنى من ذلك شيء .
- ومذهب الحنفية طهارة جميع الحيوانات إلا الخنزير .
- ومذهب الشافعية طهارة جميع الحيوانات إلا الكلب والخنزير .
- ومذهب الحنابلة نجاسة الكلب والخنزير وسباع البهائم والطير ، وطهارة ما سواها .

وقد ورد في الدلالة على نجاستها وطهارتها عدة أحاديث ، ولكنها إما ضعيفة ، أو لا يصح الاستدلال بها .

وأقوى ما يُستدل به على الطهارة : التمسك بالأصل ، والقياس على الهرة .

قال ابن عبد البر : " وَلَمَّا ثَبَتَتِ السُّنَّةُ فِي الْهِرِّ وَهُوَ سَبُعٌ يَفْتَرِسُ وَيَأْكُلُ الْمَيْتَةَ أَنَّهُ لَيْسَ بِنَجِسٍ ، دَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ كُلَّ حَيٍّ لَا نَجَاسَةَ فِيهِ " انتهى من " التمهيد . (١/٣٣٦) "

وأقوى ما يُستدل به على نجاستها:

-١أن النبي صلى الله عليه وسلم حَكَم بطهارة الهرة وهي من السباع ، وعلل ذلك بأنها من الطوافين علينا والطوافات .

فيفهم من ذلك أن غيرها من السباع غير الطوافة : نجس ، وإلا لكانت الهرة وغيرها من السباع سواء في الحكم ، وكان هذا التعليل لا معنى له .

-٢حديث عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ الْمَاءِ يَكُونُ فِي الْفَلَاةِ مِنْ الْأَرْضِ ، وَمَا يَنُوبُهُ مِنْ السِّبَاعِ وَالدَّوَابِّ ، فَقَالَ : (إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ الْخَبَثَ) .

فلولا أن شرب السباع منه ينجسه ، لم يكن لمسألتهم عنه ، ولا لجوابه إياهم بهذا الكلام معنى .

قال ابن التركماني : " وظاهر هذا يدل على نجاسة سؤر السباع ، إذ لولا ذلك لم يكن لهذا الشرط فائدة ، ولكان التقييد به ضائعا " انتهى من " الجوهر النقي . (١/٢٥٠) "

وقال النووي : " وقد يستدل بهذا الحديث من يقول بنجاسة سؤر السِّباع ، لقوله : (وما ينوبه من السباع) ، ولا دلالة فيه ؛ لأن السِّباع إذا ورَدَت مياه الغُدْرَان خاضَتْها وبالت فيها في العادة ، مع أن قوائمها ونحوها لا تخلو من النجاسة غالبًا ، فكان سؤالهم عن ذلك ، فقال لهم النبي صلى الله عليه وسلم قاعدة عامة : أن الماء إذا بَلَغَ قلتين لا ينجس بوقوع النجاسة، ومياه الفلوات ، والغُدران لا تنقص عن قلتين غالبًا " انتهى من " الإيجاز في شرح سنن أبي داود "

قول کو راجح قرار دیا اللجنۃ الدائمۃ نے۔

درندوں کی طہارت کا موقف دائمی فتوی کمیٹی کے فتاوی: (5/380) میں الشیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں اپنایا گیا ہے، چنانچہ انہوں نے کہا ہے کہ: "راجح موقف یہ ہے کہ بھیڑیا، چیتا اور شیر جیسے درندے اور باز و چیل جیسے شکار کرنے والے پرندے پاک ہوتے ہیں۔۔۔ یہی موقف شرعی دلائل کے مطابق بھی ہے۔"

اسی موقف کو الشیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے راجح قرار دیا ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: " صحیح موقف یہ ہے کہ درندے پاک ہوتے ہیں؛ کیونکہ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ درندے ناپاک ہوتے ہیں تو اس سے لوگوں کو بہت زیادہ مشقت ہو گی؛ کیونکہ صحرائی علاقوں میں پائے جانے والے کنووں میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں پانی دو قلوں سے کم ہوتا ہے، اور یہ بات یقینی ہے کہ درندے اور پرندے

(ص: ٢٨٧).

وكذا قال عبيد الله المباركفوري : " وحديث القلتين لا يدل على نجاسة سؤر السباع ، كما ظن هؤلاء ، فإن منشأ السؤال أن المعتاد من السباع إذا وردت المياه أن تخوض فيها وتبول ، وربما لا تخلو أعضاؤها من لوث أبوالها ورجعيها" انتهى من " مرعاة المفاتيح. (١٨٥/٢)"

وقد اختار القول بالطهارة : علماء اللجنة الدائمة للإفتاء فقالوا : " الراجح طهارة .. سباع البهائم كالذئب والنمر والأسد ، وجوارح الطير كالصقر والحدأة . . . وهو الموافق للأدلة الشرعية " انتهى من " فتاوى اللجنة الدائمة " (٣٨٠/٥) برئاسة الشيخ ابن باز.

وكذلك رجحه الشيخ ابن عثيمين ، فقال : " الصحيح أنها طاهرة ؛ لأننا لو قلنا بأنها نجسة لأدى ذلك إلى مشقة على الناس ، فإنه يوجد من الغدران في البر ماهو دون القلتين ، ولا شك أن السباع والطيور ترد هذا الماء ، فإذا قلنا بأنه نجس صار بهذا مشقة على الناس ، والنبي عليه الصلاة والسلام فيما يظهر لنا أنه يمر بهذه المياه ويتوضأ منها " انتهى من " التعليقات على الكافي " (١/ ٤١، بترقيم الشاملة آليا) .

والحاصل من كل ما سبق:

أن جميع الحيوانات في حال حياتها طاهرة ، سواء كانت مأكولة اللحم أم من السباع أو الحشرات أو غيرها ، ولا يستثنى من ذلك إلا الكلب والخنزير فإنهما نجسان .

والله أعلم .

https://islamqa.info/ar/answers/٢٢١٧٥٤/%D٩%٨٥%D٨%A٧-%D٩%٨٧%D٩%٨A-%D٨%A٧%D٩%٨٤%D٨%AD%D٩%٨A%D٩%٨٨%D٨%A٧%D٩%٨٦%D٨%A٧%D٨%AA-%D٨%A٧%D٩%٨٤%D٨%B٧%D٨%A٧%D٩%٨٧%D٨%B١%D٨%A٩-%D٩%٨٨%D٨%A٧%D٩%٨٤%D٨%AD%D٩%٨A%D٩%٨٨%D٨%A٧%D٩%٨٦%D٨%A٧%D٨%AA-%D٨%A٧%D٩%٨٤%D٩%٨٦%D٨%AC%D٨%B٣%D٨%A٩#:~:text=%D٨%A٣%D٩%٨٦%٢٠%D٨%AC%D٩%٨٥%D٩%٨A%D٨%B٩%٢٠%D٨%A٧%D٩%٨٤%D٨%AD%D٩%٨A%D٩%٨٨%D٨%A٧%D٩%٨٦%D٨%A٧%D٨%AA%٢٠%D٩%٨١%D٩%٨A%٢٠%D٨%AD%D٨%A٧%D٩%٨٤،%D٩%٨٨%D٨%A٧%D٩%٨٤%D٩%٨٤%D٩%٨٧%٢٠%D٨%A٣%D٨%B٩%D٩%٨٤%D٩%٨٥%٢٠.

اس پانی کو پینے کے لیے آتے ہیں، تو اگر ہم کہیں یہ تھوڑا سا پانی بھی ناپاک ہو چکا ہے تو اس سے لوگوں کو بہت زیادہ مشقت ہو گی، اور ہماری دانست کے مطابق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس طرح کے پانی کے پاس سے گزرتے تھے تو وہاں سے وضو کر لیا کرتے تھے۔" ختم شد

["التعليقات على الكافي" (41/1)]

خلاصه

مندرجہ بالا تفصیلات کا خلاصہ یہ ہوا کہ تمام کے تمام جاندار زندہ ہوں تو سب کے سب ہی پاک ہیں، چاہے وہ ماکول اللحم ہوں یا درندے ہوں یا حشرات وغیرہ سے تعلق رکھتے ہوں، سوائے کتے اور خنزیر کے؛ یہ دونوں نجس ہیں۔ واللہ اعلم

20۔ بچا ہوا یعنی کھا کر بچائی گئی جھوٹی چیز کا حکم

الف: بچائی گئی جھوٹی چیزوں میں کونسی پاک اور کونسی ناپاک ہیں؟

(1) کتے کا بچا ہوا ناپاک ہے:

(پہلی حدیث)

((۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عنه قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں سے (کچھ) پی لے تو اس کو سات مرتبہ دھولو (تو پاک ہو جائے گا)۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: جب کتا برتن میں پی لے (تو کیا کرنا چاہیے)۔ حدیث نمبر: 172، حدیث متعلقہ ابواب: کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھونا۔ حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم: 279)

(دوسری حدیث)

((-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((طَهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ، إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ، أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ))، (٨)وفي رواية: ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ، فَلْيُرِقْهُ، ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اس میں منہ ڈال کر پیئے یہ ہے کہ اسے سات بار دھوئیں پہلی بار مٹی سے"۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال کر پیئے تو اس کو بہا دے پھر سات بار دھو دے۔"

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: کتے کے جھوٹے کا حکم۔ حدیث نمبر: 279)

نوٹ:-حدیث کے الفاظ " طَهُورُ إِنَاءِ "تمہارے برتن کی پاکی" میں اس بات کی دلیل ہے کہ کتے کا لعاب نجس ہے، اس لئے اس کو بہانا اور سات مرتبہ دھونا ضروری ہے اور اس میں پہلی مرتبہ مٹی استعمال کرنا ضروری ہے۔

(2) گدھے کا بچا ہوا ناپاک ہے؟

اس میں دو قول ہیں۔

قول اول: گدھے کا بچا ہوا نجس ہے

"فانها رجس او نجس" [مسلم:1940][10]

(10)

سؤرُ البَغلِ والحِمارِ الأهليّ؛ طاهِرٌ، وهو مذهَبُ المالكيّة والشّافعيّة وروايةٌ عن أحمد، وهو قولُ طائفةٍ مِنَ السَّلف، واختاره ابنُ قدامة، وابنُ باز، وابنُ عثيمين، وبه أفتت اللَّجنةُ الدائمة

قول ثانی : بعض اہل علم نے کہا کہ گدھا اور خچر کا (سؤر) بچا ہوا پاک ہے کیونکہ عموم بلوی (کسی امر کا لوگوں کے درمیان اس طرح عام ہونا کہ اس سے بچاؤ و حفاظت مشکل کا باعث بنتی ہو) کی وجہ سے اس سے بچنا مشکل ہے اس قول میں وجہ استدلال قوی ہے واللہ اعلم۔

(3) خنزیر کا بچا ہوا ناپاک ہے

[سورۃ الانعام:145]

(4) جنگلی جانور کا بچا ہوا پاک ہے یا ناپاک؟

قول اول :

الحِمارُ والبَغلُ طاهرانِ؛ وهذا مَذهَبُ المالكيَّة، والشَّافعيَّة، وهو روايةٌ عن أحمد، واختارها ابنُ قُدامةَ، وابنُ تيميَّة، وابنُ باز، وابنُ عثيمين

الأدلَّة:

أوَّلًا: من الكتاب

قول الله تعالى: وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً [النحل: ٨]

وجه الدَّلالة:

أنَّه سبحانه وتعالى ذكَر هذه الحيواناتِ في مقامِ الامتنانِ على عبادِه، ولو كانت نجسةً لَمَا أباحَها لهم.

ثانيًا: مِن السُّنَّةِ

عن كَبشةَ بنتِ كَعبِ بنِ مالكٍ: ((أنَّ أبا قتادةَ دخل عليها، فسكَبَتْ له وَضوءًا، قالت: فجاءتْ هِرَّةٌ، فأصْغَى لها الإناءَ حتى شربتْ، قالت كبشةُ: فرآني أنظُرُ إليه، قال: أتعجبينَ يا ابنةَ أخي؟ فقلت: نعَمْ، فقال: إنَّ رسولَ الله صلَّى اللهُ عليه وسلَّم قال: إنَّها ليستْ بنَجَسٍ؛ إنَّها مِنَ الطَّوَّافين عليكم والطَّوَّافات))

وجه الدَّلالة:

أنَّه نصَّ على أنَّ العِلَّة في عَدَمِ نجاسة الهِرَّة كونُها من الطَّوَّافين علينا والطَّوَّافات، والتَّطواف علَّةٌ معلومةُ المناسبةِ، وهي مشقَّةُ التحرُّزِ، فوجب أن يُعلَّقَ الحُكمُ بها، ويندرِجُ في ذلك البَغلُ والحِمارُ

ثالثًا: أنَّ الحَميرَ والبِغالَ كانت تُركَبُ على عهدِ رَسولِ الله صلَّى اللهُ عليه وسلَّم، ولا بدَّ أن يُصيبَ الراكبَ شيءٌ من عَرَقِها ولُعابِها، ولو كانت نجسةً لبيَّنَه النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم، ولأمَر أمَّتَه بالتحرُّز منه، ولنُقِلَ إلينا توقِّي الصَّحابةِ لذلك

رابعًا: أنَّ الأصلَ في الأعيانِ الطَّهارةُ، ولا يُحكَمُ بنجاسةِ شيءٍ إلَّا بدليلٍ صحيحٍ صريحٍ، ولا دليلَ هنا

ایک تحقیق کے مطابق جنگلی جانوروں کا بچاہوا ناپاک ہے

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ، فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جس پر جانور اور درندے آتے جاتے ہوں (اس میں سے پیتے اور اس میں پیشاب کرتے ہوں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب پانی دو قلہ ہو تو وہ نجاست کو دفع کر دے گا (یعنی نجاست اس پر غالب نہیں آئے گی)"۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: جو چیزیں پانی کو ناپاک کر دیتی ہیں۔ حدیث نمبر: 63 ، سنن النسائی/الطهارة 43 (52)، (تحفة الأشراف: 7272)، سنن الترمذی/الطهارة 50 (367)، سنن ابن ماجه/الطهارة 75 (517، 518)، سنن الدارمی/الطهارة55(758)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

نوٹ:[الالباني والنووي رحمهما الله استدلا بالتقييد نجاسة سؤر السباع"تمام المنة / المجموع]

شیخ البانی اور نووی رحمۃ اللہ علیہما نے حدیث میں قلتین کی قید سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ: اس سے جنگلی جانوروں کی بچی ہوئی جھوٹی چیزوں کے نجس ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

قول ثانی:

نوٹ: شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق، جنگلی جانور کا بچا ہوا اور پنجوں کے ذریعہ شکار کرنے والے

پرندہ کا بچا ہوا نجس ہے اور ابن باز کا قول ہے کہ نجس نہیں ہے۔[11]

(5) ماکول اللحم (حلال جانور) کا بچا ہوا پاک ہے[12]
(جب حلال جانور کا گوبر اور لید نجس نہیں ہے اور نماز کیلئے رکاوٹ نہیں ہے تو بچا ہوا تو بدرجہ اولی پاک ہونا چاہیئے ، ایک صحابی نے کہا کہ انی لتحت ناقة رسول الله يسيل على لعابها (الارواء 89/6) صحیح ابن ماجہ

5- آدمی کا بچا ہوا پاک ہے چاہے وہ مسلمان مرد و عورت کا ہو یا غیر مسلم کا:

دلیل: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ))

"بے شک مومن / مسلم ناپاک نہیں ہوتا"۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: كُنْتُ جُنُبًا، فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ، فَقَالَ:" سُبْحَانَ اللَّهِ، إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ" .

---

[11] أسآرُ سِباعِ البهائِمِ كالذِّئابِ والنُّمور والأُسود، وجوارِحِ الطَّيرِ كالصُّقور؛ طاهرةٌ كلُّها، وهذا مَذهَبُ المالكية،والشافعية، وروايةٌ عن أحمد، واختاره ابنُ المُنذِر، وابنُ حَزمٍ، وابنُ عثيمين وبه صدرت فتوى اللَّجنة الدَّائمةِ (المصدر - الدرر السنية)

[12]

سؤر ما يُؤكَل لحمُه طاهِر
:الدَّليلُ مِنَ الإجماع
نقل الإجماعَ على ذلك: ابنُ المُنذِر، وابنُ حَزمٍ، وابنُ رُشدٍ (الدرر السنيّة)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کے کسی راستے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس وقت سیدنا ابو ہریرہؓ جنابت کی حالت میں تھے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں پیچھے رہ کر لوٹ گیا اور غسل کر کے واپس آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! کہاں چلے گئے تھے۔؟ انہوں نے جواب دیا کہ: میں جنابت کی حالت میں تھا۔ اس لیے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغیر غسل کے بیٹھنا برا جانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سبحان اللہ! مومن ہرگز نجس نہیں ہو سکتا۔

(صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب: اس بیان میں کہ جنبی کا پسینہ اور بیشک مسلمان ناپاک نہیں ہوتا، حدیث نمبر: 283۔ و صحیح مسلم: 371[824]۔ و سنن ابو داود: 231۔ و سنن ابن ماجہ: 534۔ و جامع ترمذی: 121)

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: " بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، نَاوِلِينِي الثَّوْبَ، فَقَالَتْ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ، فَنَاوَلَتْهُ " .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے۔ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! مجھ کو کپڑا اٹھا دے"، انہوں نے کہا: میں حیض سے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے" پھر انہوں نے کپڑا اٹھا دیا۔

(صحیح مسلم / حیض کے احکام و مسائل / باب: حائضہ عورت کا اپنے خاوند کے سر کو دھونے اور اس میں کنگھی کرنے کے جواز اور حائضہ کے جھوٹے کے پاک ہونے اور اس کی گود میں ٹیک لگانے اور اس کی گود میں قرآن پڑھنے کا جواز۔ حدیث نمبر: 299)

دلیل:((فیضع فاہ علی موضع فی))

آپ اپنا منہ وہاں رکھ کر پیتے جہاں میں نے رکھ کر پیا تھا۔

(صحیح مسلم300)

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا:

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: " كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ، فَيَشْرَبُ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ، وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ " .

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں پانی پیتی تھی، پھر پی کر برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے رکھ کر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور میں ہڈی کا گودہ چوستی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا۔

(صحیح مسلم / حیض کے احکام و مسائل / باب: حائضہ عورت کا اپنے خاوند کے سر کو دھونے اور اس میں کنگھی کرنے کے جواز اور حائضہ کے جھوٹے کے پاک ہونے اور اس کی گود میں ٹیک لگانے اور اس کی گود میں قرآن پڑھنے کا جواز۔ حدیث نمبر:300)

نوٹ: غیر مسلم کا غذاء اور پانی کو چھونا، انہیں ناپاک نہیں بناتا، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اہل کتاب کا کھانا حلال ہونے کی دلیل موجود ہے۔

نوٹ۔توضا رسول الله صلي الله عليه وسلم من مزادة امرأة مشركة[13]

---

[13] ملتقي اهل الحديث

https://al-maktaba.org/book/31615/24645#p1

قال الحافظ ابن حجر في كتاب الطهارة من " بلوغ المرام " تحت باب: الآنية .

- و عن عمران بن حصين رضي الله عنه: أن النبي صلى الله عليه و سلم و أصحابه توضئوا من مزادة امرأة مشركة، متفق عليه في حديث طويل.

فهل وقف أحد منكم على روايةٍ فيها ذكر أنهم توضئوا، أو فيه إشارة لذلك، لأن الرواية في صحيح البخاري لا تشير - والله أعلم - إلى أنهم توضئوا.

ارجو الإجابة ....

ـ[أبو حازم الكاتب]ــــــــ[١٢ - ١١ - ٠٦، ٠٥:٥٤ م]ـ

بسم الله الرحمن الرحيم

والصلاة والسلام على رسول الله وبعد:

الحافظ ابن حجر تبع في ذلك المجد ابن تيمية في المنتقى وكذا تبعه الحافظ ابن عبد الهادي في المحرر (ص ٩٢) برقم (٢١) وقال: (متفق عليه وهو مختصر من حديث طويل) والشيخ إبراهيم بن ضويان في منار السبيل وقد نبه على هذا المحدث الألباني رحمه الله في إرواء الغليل (١/ ٧٢) وينظر المجموع للنووي (١/ ٢٦٣)

ـ[زكرياء توناني]ــــــــ[١٢ - ١١ - ٠٦، ٠٧:٠٤ م]ـ

هل ورد بذلك الخبر؟ أم هو وهم؟

أخي الحديث لم ينص فيه على الوضوء لكن ربما فهم أهل العلم منه ذلك وانظر ما ذكره النووي في المجموع (١/ ٢٦٣) فهو يبين سبب قول العلماء المذكور. والله أعلم

الشيخ : طيب نعم، قال رحمه الله فيما نقله في الأحاديث التي ساقها في باب الآنية: " وعن عمران بن حصين رضي الله عنه: (أن النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه توضأوا من مزادة امرأة مشركة) متفق عليه في حديث طويل ".

هذا الحديث أخرجه البخاري رحمه الله في صحيحه مطوّلًا وفيه أنّ النّبيّ عليه الصّلاة والسّلام كان مع أصحابه وأنّه أصابهم عطش، وأنّه أرسل رجلين بستقيان فوجد امرأة على بعير لها بين مزادتين والمزادة هي قربتان يخاط بعضهما ببعض ويجعل بينهما صفيحة من أجل أن تحمل ماء أكثر فسألاها عن الماء قالت عهدي بالماء أمس مثل هذه السّاعة يعني بينهم وبين الماء يوم وليلة، فدعواها إلى أن تأتي إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلم وقالا: ائتي معنا إلى الرّسول صلّى الله عليه وسلّم قالت: من الرّسول صلّى الله عليه وسلّم أهو الصّابئ؟ لأنّ المشركين يسمّونه الصّابئ والصّابئ هو الذي خرج عن دين قومه، فقالا هو الذي تعنين ولم يقولا هو الصّابئ، هو الذي تعنين يعني هو الذي تريدين، أتيا بها إلى النّبيّ عليه الصّلاة والسّلام وأنزلا المرأة والنّبيّ عليه الصّلاة والسّلام فتح أفواه المزادتين ونفث فيهما ثمّ أمر النّاس فاستقوا وشربت الإبل، وكانوا نحو ثمانين رجلًا أو أكثر ثمّ أمر لها بطعام فجيء بطعام لها تمر وحبّ ودقيق، ثمّ أذن لها النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم أن تنصرف إلى قومها ولم تنقص مزادتاها شيئًا عادت كما هي بالأمس، ثمّ ذهبت إلى قومها فسألوها لماذا تأخّرت؟ قالت: صادفت كذا وكذا وإنّي جئتكم من أسحر النّاس أو ممّن هو صادق أنّه نبيّ، هذا هو الحديث وهو أطول ممّا ذكرت لكن هذه خلاصته فصار الصّحابة رضي الله عنهم يغزون ما حولها ولا يأتون صرمها يعني قومها وفي النّهاية أسلموا ببركة ما حصل لها من الماء الذي استقى منه النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم وأصحابه.

يقول: توضّأوا من مزادة امرأة مشركة، إذن عرفنا المزادة أنّها عبارة عن قربتين بينهما سطحية، ومعلوم أنّ القرب مأخوذة من ذبائح المشركين وذبائح المشركين ميتة لأنّه لا يحلّ من ذبائح غير المسلمين إلاّ ذبائح من؟

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا؛ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ - صلى الله عليه وسلم -وَأَصْحَابَهُ تَوَضَّئُوا مِنْ مَزَادَةِ اِمْرَأَةٍ مُشْرِكَةٍ. ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک طویل حدیث میں ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے ایک مشرکہ عورت کی دو پکھالوں سے وضوء کیا۔

(صحیح بخاری / کتاب: تیمم کے احکام ومسائل / باب: پاک مٹی مسلمانوں کا وضوہے پانی کے بدلے وہ اس کو کافی ہے۔ حدیث نمبر: 344)

6 بلی کا جھوٹا پاک ہے

پہلی حدیث:

((حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِينَارٍ التَّمَّارِ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّ مَوْلاَتَهَا، أَرْسَلَتْهَا بِهَرِيسَةٍ إِلَى عَائِشَةَ رضى الله عنها فَوَجَدْتُهَا تُصَلِّي فَأَشَارَتْ إِلَيَّ أَنْ ضَعِيهَا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَأَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ أَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ أَكَلَتِ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ " . وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا))

"داود بن صالح بن دینار تمار اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی مالکن نے انہیں

الطالب : أهل الكتاب.

الشيخ : أهل الكتاب، وإذا كانت ميتة فهي نجسة وإذا كان الرّسول عليه الصّلاة والسّلام وأصحابه توضّأوا من هاتين المزادتين وهما جلود ميتة لأنّ الذين ذكّوها كفّار دلّ ذلك على أنّ الجلد أعني جلد الميتة يطهر بالدّباغ، ولولا ذلك لكان الماء نجسًا وما جاز الوضوء به، ومن أجل ذلك ساق المؤلّف هذا الحديث في باب إيش؟ في باب الآنية

ہریسہ (ایک قسم کا کھانا جو گوست اور جو یا گیہوں کوٹ کر ملا کر بنایا جاتا ہے جیسے "حلیم") دے کر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تو انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھتے ہوئے پایا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کھانا رکھ دینے کا اشارہ کیا (میں نے کھانا رکھ دیا)، اتنے میں ایک بلی آکر اس میں سے کچھ کھا گئی، جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نماز سے فارغ ہوئیں تو بلی نے جہاں سے کھایا تھا وہیں سے کھانے لگیں اور بولیں: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "یہ ناپاک نہیں ہے، کیونکہ یہ تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے"، اور میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلی کے جھوٹے سے وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

(سنن ابو داد، کتاب الطهارة، باب: بلی کے جھوٹے کے حکم کا بیان، حدیث نمبر: 76، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

دوسری حدیث:

((عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ، دَخَلَ عَلَيْهَا ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَأَصْغَى لَهَا الإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ "))

" کبشہ بنت کعب سے روایت ہے کہ ابو قتادہ ان کے پاس آئے (پھر راوی نے ایک کلمے کا ذکر کیا جس کا مفہوم ہے) کہ میں نے ان کے لیے وضو کا پانی (لوٹے میں) ڈالا، اتنے میں ایک بلی آئی، اور اس سے پینے لگی، تو انہوں نے اس کے لیے برتن جھکا دیا یہاں تک کہ اس نے پی لیا، کبشہ کہتی ہیں: تو انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں انہیں (تعجب سے) دیکھ رہی ہوں، تو کہنے لگے: بھتیجی! کیا تم تعجب کر رہی ہو؟ میں نے کہا: ہاں! تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "یہ ناپاک نہیں ہے، یہ تو تمہارے پاس بکثرت آنے جانے والوں اور

آنے جانے والیوں میں سے ہے"۔۔"

(سنن النسائی، کتاب المیاہ، 8. باب: بلی کے جھوٹے کا بیان، حدیث نمبر 341، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

بلی کے جھوٹے کو ایک بار دھونے والی حدیث:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ " يُغْسَلُ الإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولاَهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ وَإِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً))

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برتن میں جب کتا منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھویا جائے، پہلی بار یا آخری بار اسے مٹی سے دھویا جائے، اور جب بلی منہ ڈالے تو اسے ایک بار دھویا جائے۔"

((قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ . وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ " إِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً " . قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ))

"امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی سندوں سے اسی طرح مروی ہے جن میں بلی کے منہ ڈالنے پر ایک بار دھونے کا ذکر نہیں کیا گیا ہے، اس باب میں عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔"

(سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب: کتے کے جھوٹے کا بیان، حدیث نمبر: 91،)

7 منی پاک ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہما امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ، داود رحمۃ اللہ علیہ، ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، ابن باز رحمۃ اللہ علیہ، البانی رحمۃ اللہ علیہ، وھبہ الزحیلی، امیر صنعانی وصبحی حسن الحلاق وسعودی مجلس افتاء کا یہی موقف ہے۔

منی کی پاکی وناپاکی کے تئیں علمائے کرام کے دو قول ہیں:

(منی کی پاکی کے قائل فریقِ اول)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي طَهَارَةِ مِنِّي الْآدَمِيّ فَذَهَبَ مَالِكٌ وَأَبُو حنيفة إلى نجاسته الاان أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ يَكْفِي فِي تَطْهِيرِهِ فَرْكُهُ إِذَا كَانَ يَابِسًا وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَحْمَدَ وَقَالَ مَالِكٌ لَا بُدَّ مِنْ غَسْلِهِ رَطْبًا وَيَابِسًا))

علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، امام اَبو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ منی نجس ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منی اگر سوکھ جائے تو اس کا کھرچ ڈالنا کافی ہے اور یہی روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہر حال میں منی کا دھونا لازمی ہے چاہے وہ تر ہو یا خشک۔

((وَقَالَ اللَّيْثُ هُوَ نَجِسٌ وَلَا تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْهُ))

اور لیث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ منی نجس ہے لیکن اگر کسی کو منی لگی ہوئی ہے اور اس نے نماز پڑھ لی تو اس کی نماز ہو جائے گی اس کو نماز لوٹانے کے ضرورت نہیں۔

((وَقَالَ الْحَسَنُ لَا تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنَ الْمَنِيّ فِي الثَّوْبِ وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا وَتُعَادُ مِنْهُ فِي الْجَسَدِ))

حسن (بن صالح) کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے کپڑوں پر منی لگی ہوئی ہو چاہے وہ قلیل ہو یا کثیر نماز ہو جائے گی البتہ اگر کسی کے جسم پر منی لگی ہوئی ہے تو وہ نماز کا اعادہ کرے گا۔

(شرح مسلم للنووی:3/198،کتاب الطهارة،باب حکم المنی)

(حدیثِ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا)

((عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى))

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بہن ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جماع کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کوئی گندگی نہ دیکھتے۔"

(سنن ابوداود، کتاب الطهارة، باب: جس کپڑے میں جماع کرے، اس میں نماز پڑھنے کے حکم کا بیان، حدیث نمبر:366، سنن النسائی/الطهارة 186(295)، سنن ابن ماجه/الطهارة 83 (540)، (تحفة الأشراف: 15868)، مسنداحمد(6/427)، سنن الدارمی /الصلاة 102(1415)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

((وَدَلِيلُ الْقَائِلِينَ بِالنَّجَاسَةِ رِوَايَةُ الْغَسْلِ))

جو علماء منی کو نجس کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں منی کو دھونے کا ذکر ہے۔

منی کی ناپاکی کے قائل فریق دوم

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَكَثِيرُونَ إِلَى أَنَّ الْمَنِيَّ طَاهِرٌ رُوِيَ ذَلِكَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وقاص وبن عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَدَاوُدَ وَأَحْمَدَ فِي أَصَحِّ الرِّوَايَتَيْنِ وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَأَصْحَابِ الْحَدِيثِ))

اور علمائے کرام کی کثیر تعداد کا موقف یہ ہے کہ منی پاک ہے چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی مروی ہے، اور داود اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح ترین قول یہی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل حدیث کا یہی مذہب و مسلک ہے۔

((وَقَدْ غَلِطَ مَنْ أَوْهَمَ أَنَّ الشَّافِعِيَّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى مُنْفَرِدٌ بِطَهَارَتِهِ))

اور ان لوگوں کا گمان بالکل غلط ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی منی کی طہارت کے قائل ہیں۔

((وَدَلِيلُ الْقَائِلِينَ بِالطَّهَارَةِ رِوَايَةُ الْفَرْكِ))

اور جو علماء منی کو پاک کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں منی کو کھرچنے کا ذکر ہے۔

(شرح مسلم للنووی:3/198، کتاب الطہارۃ، باب حکم المنی)

حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا:

((عَنْ عَائِشَةَ، فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی کو کھرچ دیا کرتی تھی۔

(صحیح مسلم، کتاب الطہارت، باب منی کا حکم، حدیث نمبر:288[669]۔ سنن ابوداود:371، سنن النسائی:296، سنن ابن ماجہ:359،357)

منی کے بارے میں شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی:

((هل المني طاهر، أم نجس؟ وهل يكفي فركه إن كان يابسًا، والغسل إذا كان رطبًا؟))

منی پاک ہے یا نجس؟ اور اگر وہ خشک ہو تو اس کو کھرچ دینا اور تر ہو تو دھونا کافی ہے؟

الجواب:-المني على الصحيح طاهر، وهو أصل الإنسان، قالت عائشة: ربما غسله، وربما فركه، قالت: كنت أفركه من ثوبه، كنت أحكه يابسًا من ثوبه؛ فدل ذلك على أنه طاهر، إذ لو كان نجسًا؛ لغسل، لما اكتفي به بالحك، والتنظيف بإزالته بدون ماء، دل على طهارته؛ ولأنه أصل الإنسان؛ فالإنسان طاهر، وأصله طاهر، أصله التراب، والتراب طاهر، ثم المني بعد ذلك فهو طاهر، والإنسان طاهر.

جواب: صحیح قول کے مطابق، منی پاک ہے اور یہی انسان کی اصل یعنی بنیاد ہے، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کبھی آپ دھوتے اور کبھی کھرچ دیا کرتے تھے، فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے میں منی کھرچ دیا کرتی تھی، کپڑوں میں خشک ہو جاتی تو اس کو کھرچ دیتی؛ لہذا یہ دلیل ہے کہ منی پاک ہے کیونکہ اگر نجس ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے کھرچنے پر اکتفاء نہ فرماتے اور پانی کے بغیر اس کے زالہ کو پاکی شمار کرنا اس کے پاک ہونے کی دلیل ہے کیونکہ یہ انسان کی اصل ہے، اس لئے انسان پاک ہے اور اس کی اصل بھی پاک ہے اور اس کی اصل مٹی ہے اور مٹی پاک ہے، پھر اس مٹی کے بعد منی اور انسان بھی طاہر ہو گا۔

دائمی فتوی مستقل کمیٹی کے علماء کرام کا فتوی

هل المني إذا وقع على الثياب نجس ؟

فأجابوا : "الأصل فيه الطهارة ، ولا نعلم دليلاً على نجاسته " انتهى

("فتاوى اللجنة الدائمة":6/416)

اگر کپڑوں پر منی گر جائے تو کیا وہ نجس ہو گا؟

دائمی کمیٹی کے علماء کرام نے جواب دیا: "منی کے سلسلہ میں اصل یہ ہے کہ وہ پاک ہے اور ہمیں اس کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملی "جواب ختم ہوا(مستقل کمیٹی کے فتاوی":6/416)

18الخمر (شراب)

شراب: اصل میں پاک ہے جب تک کہ نجاست کی دلیل نہ آجائے، حرمت کی وجہ سے حسی نجاست لازم نہیں آجاتی۔(شیخ البانی، ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہما)

شراب نجس ہے یا پاک؟

فریق اول

شراب کو حسی اور معنوی نجس قرار دینے والا فریق اول

شراب کو حسی اور معنوی دونوں اعتبار سے نجس قرار دینے والے فریق کی دلیل:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[٩٠] إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ[٩١]﴾

(سورۃ المائدہ، آیت:90-91)

"اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر، یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو[90] شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرا دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے تو کیا تم باز رہو گے[91]۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز رجس ہے وہ نجس ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

(سورۃ الانعام، آیت:145)

"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو، پھر جو شخص مجبور ہو جائے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو تو واقعی آپ کا رب غفور ورحیم ہے۔"

اور حدیث میں ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَصَبْنَا حُمُرًا خَارِجًا مِنَ الْقَرْيَةِ فَطَبَخْنَا مِنْهَا فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلاَ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْهَا فَإِنَّهَا رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ . فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ بِمَا فِيهَا وَإِنَّهَا لَتَفُورُ بِمَا فِيهَا))

"جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا تو ہم [خیبر] کی بستی سے باہر نکلے اور گدھے کا گوشت پکانے لگے اسی دوران اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ اعلان ہوا کہ سنو اللہ اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس [گدھے کے گوشت] سے منع فرما دیا ہے کیونکہ یہ 'نجس' ہے اور شیطان کا عمل ہے، لہذا ہم نے پکتے ہوئے گوشت کو برتوں سمیت الٹ دیا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب: پالتو گدھوں کا گوشت کھانے کی حرمت کا بیان، حدیث نمبر:1940[5020]۔ و صحیح بخاری:4199)

حسبِ بالا قرآنِ مجید کی آیت اور حدیث میں نجاست سے مراد ناپاکی ہے اور اس میں حسی

اور معنوی دونوں نجاستیں شامل ہیں بعینہٖ شراب کا بھی یہی حکم ہے کہ شراب میں حسی اور معنوی دونوں نجاستیں پائی جاتی ہیں۔

فریق دوم

شراب کو حسی کے بجائے معنوی نجس قرار دینے والا فریق دوم

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

وسُئل فضيلة الشيخ: هل الخمر نجسة وكذلك الكولونيا(Cologne)؟

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا شراب نجس ہے اور کیا پرفیومز بھی اسی میں شامل ہیں؟

((فأجاب ـ حفظه الله تعالى ـ بقوله: هذه المسألة وهي نجاسة الخمر، إن أريد بالنجاسة النجاسة المعنوية، فإن العلماء مجمعون على ذلك، فإن الخمر نجس وخبيث، ومن أعمال الشيطان؛ وإن أريد بها النجاسة الحسية فإن المذاهب الأربعة وعامة الأمة على إنها نجسة، يجب التنزة منها وغسل ما أصابته من ثوب أو بدن، وذهب بعض أهل العلم إلى أنها ليست نجسة نجاسة حسية بل أن نجاستها معنوية عملية))

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شراب کی نجاست کا مسئلہ ہے: اگر نجاست سے مراد معنوی نجاست ہے تو علماء کا اس کے نجس ہونے پر اتفاق ہے کیونکہ شراب نجس اور بری چیز ہے اور یہ شیطان کے کاموں میں سے ہے، اگر اس سے مراد حسی نجاست ہے تو مذاہب اربعہ اور دیگر حضرات اسے نجس سمجھتے ہیں اور اس سے دور رہنے کو پسند کیا ہے اور اگر شراب بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو اس کو دھونا پڑے گا۔ بعض دیگر اہل علم کہتے ہیں جیسا کہ اس کی نجاست حسی نجاست پر نہیں ہے بلکہ اس کی نجاست معنوی اور عملی ہے۔

بعض اہل علم یہ کہتے ہیں کہ شراب کی نجاست حسی نہیں بلکہ معنوی ہے:

((الأول: أنه لا دليل على نجاستها، وإذا لم يكن دليل على ذلك فالأصل الطهارة ولا يلزم من تحريم الشيء أن تكون عينه نجسة، فهذا السم حرام وليس بنجس وأما قوله تعالى:

اول: شراب کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں ہے اور جب حرام پر دلیل موجود نہ ہو تو قاعدہ اصلیہ کے مطابق ہر چیز کی اصل طاہر ہے لہذا چیزیں حرام ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ ناپاک بھی ہو ہوں جیسا کہ زہر حرام ہے لیکن ناپاک نہیں، قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾

(سورۃ المائدہ:90)

"اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر، یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں۔"

فالمراد الرجس المعنوي لا الحسي... الخ

یعنی یہاں پر رجس معنوی ہے حسی نہیں۔

(مجموع فتاویٰ ورسائل العثیمین:11/256-258)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

(("وذهبت طائفة إلى القول بطهارتها" يعني: الخمر))

ایک جماعت نے شراب کے پاک ہونے کا موقف اختیار کیا ہے۔

((قلت: يحسن أن أذكر هنا أسماء بعض الأئمة الذين اختاروا هذا القول مع شيء يسير من تراجمهم حتى لا يظن بهم أحد أن لا شأن لهم في العلم ولا قدم راسخة لهم في الفقه.......))

بہتر ہو گو کہ ان ائمہ حضرات کے نام اور ان کا کچھ تعارف بھی کرادوں تاکہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ مذکورہ علمائے کرام علم میں معتبر نہ تھے یا ان کو فقہی علوم میں مکمل رسوخ حاصل نہیں تھا حالانکہ یہ تمام ائمہ، فقہ کے حاملین کہلاتے تھے اور بلند مرتبہ پر فائز تھے۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

((١ - ربيعه بن أبي عبد الرحمن المعروف "ربيعة الرأي" قال في "التهذيب ":"أدرك بعض الصحابة والأكابر من التابعين وكان صاحب الفتوى بالمدينة وكان يجلس إليه وجوه الناس بالمدينة وكان يحضر في مجلسه أربعون معتما وعنه أخذ مالك"))

[ان میں سے ایک نام] ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن ہے جو "ربیعہ الرائ" سے معروف و مشہور تھے ان کے بارے میں "تہذیب" میں لکھا ہوا ہے کہ انھوں نے کبار تابعین اور چند صحابہ کا زمانہ بھی پایا تھا اور وہ مدینہ منورہ کے مفتی کہلاتے تھے مدینہ منورہ کے نامی گرامی 40 باا ثر وبا رسوخ حضرات آپ کی مجلس میں تشریف رکھتے تھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے تعلیم حاصل کی تھی۔

((٢ - الليث بن سعد المصري الفقيه إمام مشهور اعترف بفضله كبار الأئمة منهم الإمام مالك في رسالة كتبها إليه بل قال الإمام الشافعي: "الليث أفقه من مالك إلا أن أصحابه لم يقوموا به))

مصر کے فقیہ "لیث بن سعد" ایک مشہور امام تھے، ان کی علمی فضیلت وبرتری کا اعتراف کبار ائمہ کرام نے کیا ہے جن میں سے ایک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے اپنے ایک خط میں لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی تعریف کی ہے، بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لیث بن سعد کے بارے یہاں تک فرمایا کہ" وہ فقہ میں امام مالک سے زیادہ علم رکھتے تھے لیکن ان کے ساتھیوں نے ذمہ داري نہیں نبھائی

((وقال ابن بكير:"الليث أفقه من مالك ولكن كانت الحظ لمالك))

اور ابن بکیر کہتے ہیں "لیث بن سعد علم میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بہت آگے تھے لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو مواقع نصیب ہوئے۔"

تیسرے ہیں امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ جو مجتہد اور امام ہیں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ("المجموع: 1/72") میں اس کا ذکر کیا ہے۔

((وغير هؤلاء كثيرون من المتأخرين من البغداديين والقرويين رأوا جميعا أن الخمر طاهرة وأن المحرم إنما هو شربها كما في "تفسير القرطبي" ٦ / ٨٨ وهو الراجح وللأصل المشار إليه آنفا وعدم الدليل المعارض))

بغداد اور قروین سے تعلق رکھنے والے بیشتر متاخر علماء کرام کی رائے ہے کہ شراب پاک ہے اور اس کا پینا حرام ہے جیسا کہ اس بات کا ذکر امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر: "6/88 میں کیا ہے اور یہی بات راجح ہے اور ابھی اشیاء کی حلت کے تیئں اصول و قاعدہ کی جانب اشارہ بھی کیا گیا ہے اور اس کا کوئی مخالف نہیں ہے۔

(تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ، ص:54)

9 کیا قے نجس ہے؟

آدمی کی قئی[14]

قئی کی نجاست پر دلالت کرنے والی حدیث ضعیف ہے نیز قیی، کھٹاس، رینٹ اور تھوک کے ناپاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

---

14 قَيءُ الآدميّ طاهرٌ، وهذا قولُ بَعضِ المالكيَّة، واختيارُ الشوكانيّ، والألبانيّ، وابنِ عثيمين
وذلك للآتي:
أوَّلًا: أنَّ الأصلَ في الأشياءِ الطَّهارةُ، فلا يَنقُلُ عنها إلَّا ناقلٌ صحيحٌ لم يعارِضْه ما يساويه أو يُقدَّمُ عليه
ثانيًا: أنَّه لم يأتِ دليلٌ صَحيحٌ على نَجاستِه، ولو كان نَجِسًا لجاء الشَّارعُ ببيانِ ذلك؛ فإنَّه ممَّا تعمُّ به البلوى

فریق اول

فریق اول کا کہنا ہے کہ اگر قے کثیر مقدار میں ہو تو ناقضِ وضوء ہے اور بالکل قلیل ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر قیے، تھوڑی، تھوڑی ہو منہ بھر کر نہ ہو لیکن اس تھوڑی کو اگر جمع کیا جائے تو منہ بھر کر ہو جائے تو ناقضِ وضوء ہے۔

(حنفیۃ، شافعیۃ، حنابلۃ)

فریق اول حنفیۃ، شافعیۃ، حنابلۃ کا کہنا ہے کہ اگر قے کثیر مقدار میں ہو تو ناقضِ وضوء ہے اور اگر تھوڑی، تھوڑی اتنی بار آئے کہ اگر جمع کیا جائے تو منہ بھر جائے تو ناقضِ وضوء ہے۔

قے کی نجاست کو ثابت کرنے والی روایت اور اس کی تحقیق:

پہلی حدیث:

((قَالَ أَبُو يَعْلَى ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ ، ثنا ثَابِتُ بْنُ حَمَّادٍ أَبُو زَيْدٍ ، ثنا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ عَمَّارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : مَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَسْقِي نَاقَةً لِي بَيْنَ يَدَيَّ ، فَتَنَخَّمْتُ ، فَأَصَابَتْ نُخَامَتِي ثَوْبِي ، فَأَقْبَلْتُ أَغْسِلُ ثَوْبِي مِنَ الرَّكْوَةِ الَّتِي بَيْنَ يَدَيَّ ، فَقَالَ : " يَا عَمَّارُ ، مَا نُخَامَتُكَ وَدُمُوعُ عَيْنَيْكَ إِلا بِمَنْزِلَةِ الْمَاءِ الَّذِي فِي رَكْوَتِكَ ، إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنَ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ ، وَالْمَنِيِّ مِنَ الْمَاءِ الأَعْظَمِ وَالدَّمِ وَالْقَيْءِ "))

"عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب سے گذرے اور میں اونٹنی کو پانی پلا رہا تھا اسی دوران مجھے کھنکار نے کی ضرورت پڑی اور کھنکار میرے کپڑوں پر لگ گئی پھر میں اپنے کپڑوں کو دھونے لگا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمار کیا تم کو معلوم نہیں کہ کھنکار، بلغم اور تیرے آنسوں اس پانی کی طرح ہیں جو تمہارے برتن میں

ہے اگر تمہارے کپڑوں کو پیشاب، پاخانہ، گاڑھی منی، خون اور قے لگ جائے تو دھولیا کرو۔"

(المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ لابن حجر،باب طهارةالنخامة والدموع،رقم:23،وسندہ ضعیف۔ومسند ابو یعلی،رقم:1600،وسندہ ضعیف)

❖ اس حدیث کی سند میں مذکور راوی حماد بن ثابت سخت ضعیف راوی ہے۔

قے کے نجس ہونے والی دوسری روایت اور اس کی تحقیق:

((عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ ، قَالَ: أَتَى عَلَيَّ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى بِئْرٍ أَدْلُو مَاءً فِي رَكْوَةٍ لِي ، فَقَالَ: «يَا عَمَّارُ مَا تَصْنَعُ ؟» ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي وَأُمِّي ، أَغْسِلُ ثَوْبِي مِنْ نُخَامَةٍ أَصَابَتْهُ ، فَقَالَ: " يَا عَمَّارُ إِنَّمَا يُغْسَلُ الثَّوْبُ مِنْ خَمْسٍ: مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْقَيْءِ وَالدَّمِ وَالْمَنِيِّ ، يَا عَمَّارُ ، مَا نُخَامَتُكَ وَدُمُوعُ عَيْنَيْكَ وَالْمَاءُ الَّذِي فِي رَكْوَتِكَ إِلَّا سَوَاءٌ " .

((لَمْ يَرْوِهِ غَيْرُ ثَابِتِ بْنِ حَمَّادٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ جِدًّا ، وَإِبْرَاهِيمُ ، وَثَابِتٌ ضَعِيفَانِ))

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اس وقت میں ایک کنویں پر موجود تھا اور ڈول سے پانی نکال کر ڈونگی میں ڈال رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ:"اے عمار! کیا کر رہے ہو؟" میں نے جواب میں کہا کہ: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان، میرے کپڑوں پر بلغم لگ گیا تھا میں اسے دھو کر صاف کر رہا ہوں چنانچہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کپڑوں کو پانچ وجوہات سے صاف کیا جاتا ہے، پاخانہ، پیشاب، قے، خون اور منی لگ جائے تو کپڑوں کو دھونا چاہیے، اے عمار! تمہارا بلغم اور تمہارے آنسو تمہاری ڈونگی کا پانی سب برابر ہیں۔

(سنن دار القطنی، کتاب الطہارۃ، باب نجاسة البول والأمر بالتنزه منه والحكم في بول مايؤكل لحمه، رقم:458، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "سلسلہ احادیث ضعیفہ:4849" میں اس کو ذکر کیا ہے، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: اس روایت کو "ثابت بن حماد" کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کیا، ثابت بن حماد بہت ہی ضعیف راوی ہے اور ابراہیم بن زکریا بھی سخت ضعیف راوی ہے)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وأما القيء فَهُوَ نَجِسٌ لِحَدِيثِ عَمَّارٍ وَلِأَنَّهُ طَعَامٌ اسْتَحَالَ فِي الْجَوْفِ إِلَى النَّتْنِ وَالْفَسَادِ فَكَانَ نَجِسًا كالغائط))

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کی روشنی میں قئے نجس ہے کیونکہ وہ پیٹ میں گندگی اور فساد میں تبدیل شدہ کھانا ہوتا ہے، اس لئے پاخانہ کی طرح نجس وناپاک ہوگا۔

("المجموع شرح المہذب للنووی:2/554)

امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((والقيء نجس؛ لأنه طعام استحال في الجوف إلى الفساد، أشبه الغائط))

قے ناپاک ہے؛ کیونکہ یہ کھانا ہے جو معدے کے اندر فساد وبگاڑ کی شکل میں بدل جاتا ہے اور اس میں پاخانہ کی شباہت پائی جاتی ہے۔

(الکافی فی فقہ الامام احمد:1/156، کتاب الطہارۃ باب احکام النجاسات)

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فَقَالَت طَائِفَة من الْفُقَهَاء : هَذَا من النَّجَاسَة الَّتِي يُعْفَى عَنْهَا للْمَشَقَّة وَالْحَاجة))

فقہاء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ قے نجاست نجس ہے اور اس کو مشقت اور حاجت کے تحت در گرزر کیا جاسکتا ہے۔

(تحفة المودود باحکام المولود لابن القیم،ص:218، الباب الثاني عشر في حكم ريقه ولعابه)

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

هل القي يؤثر على طهارة الملابس، أم لا ؟

کیا قے کی وجہ سے کپڑوں کی پاکیزگی متاثر ہوتی ہے؟

يعفى عن قليله، وأما الأكثر فينبغي فيه الغسل؛ لأن كثيرًا من أهل العلم ألحقوه بالبول، فينبغي أن ينظف منه الملابس، وما أصاب البدن، أما الشيء القليل؛ فيعفى عنه، كما يعفى عن يسير الدم، ويسير الصديد، ونحو ذلك. نعم

تھوڑی سی قے قابل معافی ہے اور اگر قے زیادہ ہو جائے تو اس کو دھونا چاہئے، کیونکہ اکثر اہل علم نے قے کو پیشاب جیسا مانا ہے، اور اگر قے کپڑوں کو یا بدن کو لگ جائے تو اس کو صاف کر دینا چاہئے اور اس کی قلیل مقدار قابلِ در گزر ہے جیسے تھوڑا کون، تھوڑا سا پیپ قابلِ عفوو در گزر ہے۔

https://binbaz.org.sa/fatwas/10907/%D8%AD%D9%83%D9%85-%D8%A7%D9%84%D9%82%D9%8A%D8%A1

هل تجوز الصلاة في ثوب استفرغ عليه طفل رضيع ؟

فقال : " ينبغي أن يغسل بالنضح إذا كان الطفل رضيعاً لا يأكل الطعام ، فهو مثل بوله ، ينضح بالماء ويغسل به ، ولا يصلى فيه قبل النضح بالماء " .انتهى من

(فتاوی نور علی الدرب:7/316)

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے استفسار کیا گیا کہ آیا اس کپڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے جس پر دودھ پینے والے بچہ نے قئے کر دی ہو؟

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: "دودھ پیتا بچہ اگر اس کی خوراک صرف دودھ ہے قئے کر دے تو پانی چھڑک کر دھو دینا چاہئے اور وہ ایسے بچہ کے پیشاب کی طرح ہے جس پر پانی چھڑک کر دھو دیا جاتا ہے اور پانی چھڑکنے سے پہلے اس میں نماز ادا نہیں کی جاتی۔

(فتاوی نور علی الدرب:7/316)

قئے کی عدم نجاست کے قائل

فریق دوم

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے قئ کو نجاست کے انواع میں ذکر نہیں کیا۔

(السیل الجرار المتدفق علی حدائق الازہار للشوکانی، ص:23، کتاب الطہارۃ)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قوله في صدد عد النجاسات: "قيء الآدمي . . . إلا أنه يعفى عن يسيره"))

(سید سابق) نجاستوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔۔۔ آدمی کی قے۔۔۔ تاہم تھوڑی سے قلیل مقدار کو درگزر کیا جاسکتا ہے۔

میں (یعنی شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں:

((قلت: لم يذكر المؤلف الدليل على ذلك اللهم إلا قوله: إنه متفق على نجاسته وهذه دعوى منقوضة))

کہ مولف(سید سابق) نے کہا کہ "کے نجس ہونے پر اتفاق ہے" لیکن اس قول پر کوئی دلیل پیش نہیں کی اور یہ دعوی بلا دلیل اور منقوض ہے۔

10 حائضہ و جنبی کا پسینہ پاک ہے

حائضہ اور جنبی کے پسینے کا حکم:

پہلی حدیث:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ وَهْوَ جُنُبٌ، فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ، فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ " أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ " . قَالَ كُنْتُ جُنُبًا، فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ. فَقَالَ " سُبْحَانَ اللَّهِ، إِنَّ الْمُؤْمِنَ لاَ يَنْجُسُ "))

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کے کسی راستے پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ہوئی، اس وقت ابو ہریرہ جنابت کی حالت میں تھے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں پیچھے رہ کر لوٹ گیا اور غسل کر کے واپس آیا، تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! کہاں چلے گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں جنابت کی حالت میں تھا، اس لیے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغیر غسل کے بیٹھنا مناسب نہ جانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ! مومن ہرگز نجس نہیں ہو سکتا۔"

(صحیح بخاری، کتاب الغسل، "بَابُ عَرَقِ الْجُنُبِ وَأَنَّ الْمُسْلِمَ لاَ يَنْجُسُ - اس بیان میں کہ جنبی کا پسینہ اور بیشک مسلمان ناپاک نہیں ہوتا، حدیث نمبر :285،283۔ و صحیح مسلم:371[824]۔ و سنن ابو داود:231۔ و سنن النسائی:269۔ و سنن ابن ماجہ:534)

دوسری حدیث:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ

طَرِيقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: كُنْتُ جُنُبًا، فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ، فَقَالَ:" سُبْحَانَ اللَّهِ، إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے کسی راستے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس وقت سیدنا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) جنابت کی حالت میں تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں پیچھے رہ کر لوٹ گیا اور غسل کر کے واپس آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کہاں چلے گئے تھے۔؟ انہوں نے جواب دیا کہ: میں جنابت کی حالت میں تھا۔ اس لیے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغیر غسل کے بیٹھنا برا جانا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" سبحان اللہ! مومن ہر گز نجس نہیں ہوتا۔

(صحیح بخاری / کتاب: غسل کے احکام و مسائل / باب: اس بیان میں کہ جنبی کا پسینہ اور بیشک مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔ حدیث نمبر: 283، حدیث متعلقہ ابواب: مومن نجس نہیں ہوتا، حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم:372)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((طَهَارَةِ الْمُسْلِمِ حَيًّا وَمَيِّتًا فَأَمَّا الْحَيُّ فَطَاهِرٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ --- نَحْوِهِمَا فَإِذَا ثَبَتَتْ طَهَارَةُ الْآدَمِيِّ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا فَعِرْقُهُ وَلُعَابُهُ وَدَمْعُهُ طَاهِرَاتٌ سَوَاءٌ كَانَ مُحْدِثًا أَوْ جُنُبًا أَوْ حَائِضًا أَوْ نُفَسَاءَ وَهَذَا كُلُّهُ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ))

یعنی ایک مسلمان چاہے وہ زندہ ہو یا مردہ ہر دو صورت میں پاک ہے، جہاں تک زندہ کی طہارت کا تعلق ہے تو اس کی طہارت پر امت مسلمہ کا اجماع ہے ---اور جب آدمی کی طہارت ثابت ہو چکی چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر تو اس کا پسینہ، لعاب دہن اور آنسو یہ سب چیزیں پاک ہوں گی چاہے وہ آدمی بے وضوء ہو یا جنبی ہو یا نفاس والی عورت، اور ان تمام

چیزوں پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی:4/66،کتاب الحیض،باب :الدلیل علی أن المسلم لا ینجس)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((بَعْضُ أَهْلِ الظَّاهِرِ فَقَالَ إِنَّ الْكَافِرَ نَجِسُ الْعَيْنِ وَقَوَّاهُ بِقَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ﴾ وَأَجَابَ الْجُمْهُورُ عَنِ الْحَدِيثِ بِأَنَّ الْمُرَادَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ طَاهِرُ الْأَعْضَاءِ لِاعْتِيَادِهِ مُجَانَبَةَ النَّجَاسَةِ بِخِلَافِ الْمُشْرِكِ لِعَدَمِ تَحَفُّظِهِ عَنِ النَّجَاسَةِ وَعَنِ الْآيَةِ بان المُرَاد أَنه نَجَسٌ فِي الِاعْتِقَادِ وَالِاسْتِقْذَارِ وَحُجَّتُهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَبَاحَ نِكَاحَ نِسَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَمَعْلُومٌ أَنَّ عَرَقَهُنَّ۔۔۔الخ))

بعض اہل ظاہر کہتے ہیں کہ کافر اصلا نجس ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ﴾

(سورۃ التوبۃ:28)

بے شک مشرک ناپاک ہیں۔

جمہور علمائے کرام کہتے ہیں کہ مسلم چونکہ نجاست سے دور رہتا ہے اس لئے وہ پاک ہے لیکن کافر نجاست سے احتیاط نہیں کرتا ہے اس لئے نجس ہے

آیت سے استدلال کا جواب یہ دیا کہ کافر اور مشرک کی نجاست اعتقادی ہے،اور انکی دلیل یہ ہے کہ اہل کتاب سے نکاح کرنا جائز ہے۔

(فتح الباری لابن حجر عسقلانی:1/390،کتاب الغسل،قولہ باب عرق الجنب وأن المسلم لا ینجس)

امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر اجماع نقل کرتے ہوئے فرمایا:

((ذِكْرُ عَرَقِ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَجْمَعَ عَوَامُّ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ عَرَقَ الْجُنُبِ طَاهِرٌ فَمِمَّنْ ثَبَتَ عَنْهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: عَرَقُ الْجُنُبِ طَاهِرٌ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةُ وَبِهِ قَالَ عَطَاءٌ وَابْنُ جُبَيْرٍ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ وَالْحَسَنُ وَغَيْرُهُمَا يَقُولُونَ: عَرَقُ الْحَائِضِ كَذَلِكَ طَاهِرٌ))

عام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جنبی کا پسینہ پاک ہے اور جنبی کے پسینہ کی طہارت کے قائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سیدنا عبد اللہ ابن عمر، سیدنا عبد اللہ ابن عباس، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم ہیں اور اسی طرح تابعین میں عطاء، ابن جبیر، شعبی، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہم سے یہی قول ثابت ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ وغیرہما فرمایا کرتے تھے کہ اسی طرح حائضہ کا پسینہ پاک ہے

(الاوسط فی السنن والاجماع و الاختلاف لابن المنذر:2/177، کتاب طهارات الأبدان والثياب ذكر عرق الجنب والحائض أجمع عوام أهل ۔۔۔الخ)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اجماع نقل کرتے ہوئے فرمایا:

ہمارے اصحاب وغیرہ کہتے ہیں: جنبی شخص اور حیض و نفاس والی عورت کے أعضاء اور پسینہ پاک ہے اور علماء کرام کے مابین اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں۔

(المجموع شرح المهذب:2/150،151)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((اتَّفقوا على طهارةِ عرَق الجنُبِ والحائِض))

اس بات پر اتفاق ہے کہ جنبی اور حائضہ کا پسینہ پاک ہے۔

(شرح السنۃ للبغوی:2/30)

علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے جنبی کا بدن پاک اور اس کا پسینہ بھی پاک ہے اور اس کا پسینہ کسی کپڑے پر لگ جائے وہ بھی پاک ہیں۔

11 ان جانوروں یا پرندوں کے بچے ہوئے جھوٹے کا کیا حکم ہے جو عادۃ نجاست سے نہیں بچتے؟

جنکی نجاست سے بچنا مشکل ہے عموم بلوی یا تابع ہو یا یسیر (معمولی مقدار) ہو تو معفو عنہ ہے، جیسے چوہا بستر پر سے بھاگے یا مرغي کی چونچ میں کچھ نجاست لگ جائے کیونکہ یہ معمولي شک یقین کو ختم نہیں کرتا۔

حُكم سؤر ما لا يَحترِز من النَّجاسات في العادة

يُكرَه عند الحنفيَّة، والمالكيَّة، والحنابلة، سؤرَ ما لا يَتوقَّى من النَّجاساتِ في العادة، كالفأرةِ والدَّجاجةِ المخلَّاة غيرِ المُنضبطة؛ وذلك لأنَّها لا تتحاشى النَّجاساتِ، وتفتِّش الجِيَف والأقذارَ، فمِنقارُها لا يخلو عن النَّجاسةِ، ولكن مع هذا لو توضَّأ بسُؤرِها شَخصٌ، جاز؛ لأنَّه على يقينٍ من طهارةِ مِنقارِها أو فَمِها، وفي شكٍّ مِنَ النَّجاسةِ، والشكُّ لا يُعارِضُ اليقينَ

(المصدر : الدرر السنية)

حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک مکروہ ہیں، جیسے چوہا یا چوہیا، وہ مرغی جو آزاد اور باندھی ہوئی نہ ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نجاستوں سے نہیں بچتی اور سڑی حرام اور گندگیاں تلاش کرتی پھرتی ہیں، اس لئے اس کی چونچ نجاست سے خالی نہیں ہو سکتی لیکن اس کے

باوجود اگر کوئی شخص اس کے جھوٹے سے وضوء کرتا ہے تو جائز ہے کیونکہ اس کو اس کی چونچ یا منہ کے پاک ہونے کا یقین ہوتا ہے اور نجاست کا شک ہوتا ہے اور قاعدہ واصول یہ ہے کہ شک، یقین کا مقابلہ وبرابری نہیں کر سکتا۔

ملاحظہ فرمائیں:

1) ابن نجیم کی کتاب "البحر الرائق"

(137/1)

2) سرخسی کی کتاب "المبسوط"

(48/1)۔

3) دردیر کی کتاب "الشرح الکبیر

4) اور الشرح الکبیر کی شرح حاشیۃ الدسوقي"

(44/1)

5) نیز ملاحظہ فرمائیں: خرشي کی کتاب "شرح مختصر خلیل"

(78-77/1)

6) امام ابن عبد البر کی کتاب "التمہید"

(335/1)

7) مرداوی کی کتاب "الإنصاف"

(248/1)

8) بُہوتی کی کتاب "شرح منتہی الإرادات"

(271/1)

9) سرخسی کی کتاب "المبسوط"

(48/1)

نجاستوں کو زائل کرنے کے طریقے

نجاستوں کو زائل کرنے کے طریقے

1) تمہید
2) غسل یعنی دھونا
3) مسح یعنی پوچھنا یا ہاتھ پھیرنا
4) صب یعنی انڈیلنا
5) رش یعنی چھڑکنا
6) حت، حک یعنی کھرچنا
7) المشي في ارض طاهرة یعنی پاک مٹی اور زمین پر چلتے ہوئے کپڑے کی صفائی

التمہید

نوٹ:(السیل الجرار:1/42، کے حوالے کے مطابق)امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: ازالۂ نجاسات کیلئے دلیل کی اتباع واجب ہے، جہاں غسل یعنی کہ پانی سے دھونے کا ذکر آیا ہے وہاں پانی سے اس قدر دھویا جائے کہ نجاست پر مشتمل رنگ، بو اور مزہ کا خاتمہ ہو جائے اور یہی اس کی پاکی کا طریقہ ہے، اور جہاں متعین چیزوں اور أحوال کے لیے "صب" یعنی پانی بڑی مقدار میں انڈیلنے، "رش" یعنی چھڑکنے، حک یعنی کھرچنے، یا زمین پر رگڑنے اور پاک زمین پر چلنے جیسے مختلف طریقے احادیث میں بتائے گئے ہیں، ان کی پیروی کرنی ضروری ہے۔

(1) غسل یعنی دھونا

(1) پاخانہ سے استنجاء کے وقت پانی یا پتھر اور اسی طرح کی چیزوں سے پاکی حاصل کرنا۔(دلائل):

(1) پانی سے استنجاء:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، يَقُولُ:" كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ أَجِيءُ أَنَا وَغُلَامٌ مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ، يَعْنِي يَسْتَنْجِي بِهِ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لیے نکلتے تو میں اور ایک لڑکا اپنے ساتھ پانی کا برتن لے آتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اس پانی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طہارت کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: پانی سے طہارت کرنا بہتر ہے۔ حدیث نمبر: 150 ،حدیث متعلقہ ابواب: پانی سے استنجاء کرنا سنت ہے)

(2) پتھر سے استنجاء - (3) اوراق / پیپر سے استنجاء

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: اتَّبَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ، فَكَانَ لَا يَلْتَفِتُ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ، فَقَالَ: " ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا أَوْ نَحْوَهُ، وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا رَوْثٍ، فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِي فَوَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَعْرَضْتُ عَنْهُ، فَلَمَّا قَضَى أَتْبَعَهُ بِهِنَّ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (چلتے وقت) ادھر ادھر نہیں دیکھا کرتے تھے۔ تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا۔ (مجھے دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "مجھے پتھر ڈھونڈ دو، تاکہ میں ان سے پاکی حاصل کروں"، یا اسی جیسا (کوئی لفظ) فرمایا اور فرمایا کہ: "ہڈی اور گوبر نہ لانا۔" چنانچہ میں اپنے دامن میں پتھر (بھر کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں رکھ دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہٹ گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (قضاء حاجت سے) فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھروں سے استنجاء کیا۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: پتھروں سے استنجاء کرنا ثابت ہے۔ حدیث نمبر: 155، صحیح مسلم: 262)

وجہِ استدلال:

حدیث سے استدلال کی صورت:

درج بالا حدیث کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے کہ ہڈی اور لید کے ماسوا پانی اور پتھر اور دیگر ٹیشو پیپر وغیرہ جیسی چیزوں سے بھی استنجاء کیا جاسکتا ہے۔

(مجموع فتاوی لابن تیمیہ 21/205۔ الفتح:1/256، الدراري المضية:1/40-41)

پیشاب کی صفائی کا طریقہ

البول یعنی پیشاب سے صفائی کا عمومی طریقہ یہ ہے کہ پانی سے دھو کر صفائی حاصل کی جائے۔

نوٹ: اگر بچہ نے ماں کے دودھ کے علاوہ دوسری خوراک کھانی شروع نہ کی ہو تو اس کی نجاست کو مخففہ شمار کیا گیا ہے، اس لئے ایسے بچہ کی نجاست پر صرف چھینٹے مارنا اور پانی کا چھڑکنا کافی ہے، اس کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے:

بول الغلام ينضح : ((عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:" يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ، وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ لڑکی کا پیشاب دھویا جائے گا، اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا جب تک وہ کھانا نہ کھانے لگے

(سنن ابي داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: بچے کا پیشاب کپڑے پر لگ جائے تو کیا کرے ؟حدیث نمبر: 377، سنن الترمذی / الصلاۃ 313 (610)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 77 (525)، (تحفۃ الأشراف: 10131)، مسند احمد (1/97)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح موقوف قرار دیا)

جبکہ لڑکی کے پیشاب کو دھو کر صاف کیا جائے گا تاہم جہاں تک زمین پر گرے پیشاب کے قطرات کا معاملہ ہے تو ان قطرات کو مٹی یا دیگر مزیلات یعنی صفائی والی چیزوں سے پاک کیا جائے گا۔

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل:

((عَنِ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک اعرابی کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ تو لوگ اس پر جھپٹنے لگے۔ (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ:"اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا بھرا ہوا ڈول یا کچھ کم بھرا ہوا ڈول بہا دو۔ کیونکہ تم نرمی کے لیے بھیجے گئے ہو، سختی کے لیے نہیں۔"

(صحیح بخاری/کتاب: وضو کے بیان میں/باب: مسجد میں پیشاب پر پانی بہا دینے کے بیان میں۔ حدیث نمبر: 220، حدیث متعلقہ ابواب: دیہاتی کا مسجد میں پیشاب کرنا۔ صحیح مسلم:284، صحیح سنن ابوداود:367)

(4) جوتی میں لگی نجاست کو زمین پر گھس کر صاف کیا جا سکتا ہے

(صحیح سنن ابی داود 371[372])

نوٹ: تب مسجدوں کے فرش کچے ہوتے تھے اور جوتوں کے تلوے بھی عام طور پر ہموار ہوتے تھے جو زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتے تھے آج اکثر مسجدوں میں صفیں دریاں، قالین بچھ گئے ہیں اور جوتوں کے تلووں میں بسا اوقات گندگی پھنس جاتی ہے جو زمین پر رگڑنے سے نہیں نکلتی لہذا اگر آج کوئی جوتے میں نماز پڑھنا چاہتے ہیں تو مکمل طہارت کا اہتمام کرنا چاہئے البتہ صحراء یا کھلے میدان میں صاف جوتے پہن کر نماز ادا کر سکتا ہے اگر جوتے ملائم ہوں کے بیٹھنے میں تکلیف نہ ہوں۔

(عبد الجبار، نماز نبوی، ڈاکٹر شفیق الرحمٰن)

(5) حیض کے خون کی صفائی

کپڑوں سے حیض کے خون کو لکڑی یا برش کے ذریعہ کھرچ دیا جاسکتا ہے یا پانی یا بیر کے پتوں یا صابون سے دھویا جاسکتا ہے، یا تمام کپڑے پر پانی بہادیا جاسکتا ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ، ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلَى سَائِرِهِ، ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: ہمیں حیض آتا تو کپڑے کو پاک کرتے وقت ہم خون کو مل دیتے، پھر اس جگہ کو دھو لیتے اور تمام کپڑے پر پانی بہادیتے اور اسے پہن کر نماز پڑھتے۔

(صحیح بخاری / کتاب: حیض کے احکام و مسائل / باب: حیض کا خون دھونے کے بیان میں۔ حدیث نمبر: 308، سلسلۃ الصحیحۃ: 1/ 539)

نوٹ: حیض کے خون کو دھونے کے بعد باقی رہ جانے والے خون کے اثرات و دھبوں میں کوئی حرج نہیں اور وہ قابل معافی ہیں۔

(نیل الاوطار: 1/ 50)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے دھونے کے بعد باقی رہ جانے والے حیض کے خون کے اثرات قابل معافی ہونے کے مسئلہ میں درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ يَسَارٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ لَيْسَ لِي إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ وَأَنَا أَحِيضُ فِيهِ، فَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: " إِذَا طَهُرْتِ فَاغْسِلِيهِ ثُمَّ صَلِّي فِيهِ، فَقَالَتْ: فَإِنْ لَمْ يَخْرُجِ الدَّمُ، قَالَ: يَكْفِيكِ غَسْلُ الدَّمِ وَلَا يَضُرُّكِ أَثَرُهُ"))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے پاس سوائے ایک کپڑے کے کوئی اور کپڑا نہیں حالتِ حیض میں بھی میں وہی پہنے رہتی ہوں میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: ”جب تم پاک ہو جاؤ (حیض رک جائے) تو اسے دھو ڈالو، پھر اس میں نماز پڑھو“، اس پر خولہ نے کہا: اگر خون کا اثر زائل نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خون کو دھو لینا تمہارے لیے کافی ہے، اس کا اثر (دھبہ) تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا“۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: عورت حیض میں پہنے ہوئے کپڑوں کو دھلے اس کے حکم کا بیان، حدیث نمبر: 365، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف أبو داود رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، (تحفۃ الأشراف: 14286)، مسند احمد (2/364، 380)، دیگر احادیث سے تقویت پا کر اس حدیث کا معنی صحیح ہے، ورنہ خود یہ سند ابن لہیعہ کے سبب ضعیف ہے کیونکہ یہاں ان سے روایت کرنے والے عبادلہ اربعہ بھی نہیں ہیں، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا)

(6) خواتین کے لٹکتے کپڑوں کی گندگی کا مسئلہ

خواتین کے کپڑے جو مٹی یا راستہ میں لٹکتے ہیں اس کی صفائی بعد والی صاف زمین اور صاف مٹی سے ہو جاتی ہے۔ [ص-د:370]

(7) منی کو زائل کرنے کا طریقہ

((عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَاحْتَلَمَ، فَأَبْصَرَتْهُ جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ وَهُوَ يَغْسِلُ أَثَرَ الْجَنَابَةِ مِنْ ثَوْبِهِ أَوْ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ، فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: " لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"))

ہمام بن حارث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا مجھے احتلام ہو گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک لونڈی نے انہیں دیکھ لیا کہ وہ اپنے کپڑے سے جنابت کے اثر کو یا اپنے کپڑے کو دھو رہے ہیں، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا تو انہوں نے کہا: میں

رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچ دیا کرتی تھی۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: کپڑے میں منی لگ جائے تو اس کے حکم کا بیان ۔حدیث نمبر: 371 ، صحیح مسلم / الطهارة 32 (288)، سنن الترمذی / الطهارة 85 (116)، سنن النسائی / الطهارة188 (298)، سنن ابن ماجه / الطهارة82 (537)، (تحفة الأشراف:17676)، مسند احمد (6/ 67، 125، 135، 213، 239، 263، 280)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

(8) مردار حلال جانور کے چمڑے کی صفائی کا طریقہ:

مردار حلال جانور کے چمڑے کی صفائی، دباغت سے ہو جاتی ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عنهما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " إِذَا دُبِغَ الإِهَابُ، فَقَدْ طَهُرَ"))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: "جب چمڑے کو دباغت دیدی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

(صحیح مسلم / حیض کے احکام و مسائل / باب: مردار کی کھال رنگنے سے پاک ہو جانے کا بیان۔ حدیث نمبر:366)

(9) چوہا کسی چیز میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟

چوہا اگر گھی میں گر جائے اور گر کر مر جائے اور گھی جم جائے تو چوہا اور اس کے اطراف کا حصہ پھینک دیں اگر بچے ہوئے گھی میں چوہے کا رنگ، مزہ اور بو کا اثر باقی نہ رہے تو اس گھی کو استعمال کر سکتے ہیں اور گھی یا تیل کا حکم، اس میں موجود نجاست کی بنیاد پر ہو گا۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ؟ فَقَالَ:" أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا، فَاطْرَحُوهُ

وَكُلُوا سَمْنَكُمْ"))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے چوہے کے بارے میں پوچھا گیا جو گھی میں گر گیا تھا۔ فرمایا: "اس کو نکال دو اور اس کے آس پاس (کے گھی) کو نکال پھینکو اور اپنا (باقی) گھی استعمال کرو۔

(صحیح بخاری/کتاب: وضو کے بیان میں/باب: ان نجاستوں کے بارے میں جو گھی اور پانی میں گر جائیں ۔حدیث نمبر: 235، حدیث متعلقہ ابواب: اگر گھی میں نجاست پڑ جائے)

(10) نجاست پر مشتمل تبدیل شدہ پانی کا حکم:

پانی کی مقدار زیادہ ہو اور نجاست کا اثر جیسے رنگ، بو اور مزے کا اثر غالب نہ ہو تو ایسے پانی کو استعمال کیا جاسکتا ہے، پانی سے گندگی کو نکال دینا کافی ہے، اگر پانی میں نجاست کا اثر غالب رہے تو نجاست کا اثر زائل ہونے تک پانی کو نکال کر پھینکا جائے گا۔

(الفتاوی ابن تیمیہ: 21/38-39)

(11) پانی سے صفائی:

پانی سے صفائی انہیں چیزوں کے لیے لازمی ہو گی جہاں خاص طور سے پانی استعمال کرنے کا وضاحت کے ساتھ ذکر ہو ورنہ صفائی کے لیے پانی کے علاوہ وہ تمام مزیلات [گندگی دور کرنے والی اشیاء] اپنائی جاسکتی ہیں جن کے استعمال کی ممانعت پر دلالت کرنے والی کوئی واضح دلیل نہ ہو۔

(الاختیارات للالبانی، السیل الجرار للشوکانی)

نجاستوں کے ازالہ کا مختصر بیان مع حوالہ جات

نجاست	ازالۂ نجاست	حوالہ
استنجاء	پانی سے دھونا / غسل کرنا۔	بخاری:105
	پتھر / ڈھیلہ / اینٹ کا استعمال۔	مسلم:262
	پیپر - [حدیث کے عموم سے استدلال]	بخاری:155
کپڑوں پر منی لگ جانے پر	اس کو کھرچ کر صاف کیا جاسکتا ہے۔	مسلم:288
	دھو کر صاف کیا جاسکتا ہے۔	بخاری:229
جس برتن میں شراب یا سور کا گوشت پکایا گیا ہو	اگر تمہیں ان کے علاوہ برتن مل جائیں تو ان میں کھاؤ پیئو، اور اگر ان کے علاوہ برتن نہ ملیں تو انہیں پانی سے دھوڈالو پھر ان میں کھاؤ اور پیو۔	ابوداود:3839
اگر حیض کا خون کپڑوں پر لگ جائے	آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرمایا "پہلے اس کو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈال کر ملے، پھر دھوڈالے، پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے۔	مسلم:675
جب جوتے پر گندی لگ جائے	زمین پر یا مٹی پر رگڑ کر صاف کرنا چاہیے۔	ابوداود:285
کتا برتن میں منہ ڈال دے	سات مرتبہ دھونا، پہلی مرتبہ مٹی سے دھونا۔	بخاری:172
دودھ پیتا بچہ کپڑوں پر پیشاب کردے	بچی پیشاب کردے تو کپڑوں کو دھویا جائے اور لڑکا کردے تو اس جگہ پر اچھی طرح پانی کے چھینٹے ماردینا کافی ہے۔	ابوداود:386
اگر زمین ناپاک ہو	زمین کے اس حصے پر پانی بہائیں جو ناپاک ہے۔	مسلم:284

دودھ یا دیگر پینے کی چیزوں میں اگر مکھی گر جائے	آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تمہارے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اسے اس میں پوری طرح ڈبو دو، پھر نکال کر پھینک دو ،اس لیے کہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہے۔	بخاری:3320
احتلام کے کپڑے	آدمی غسل کرے گا اور کپڑے کے جس مقام پر منی کا اثر ہے اس جگہ کو دھولے یا سوکھ گیا ہو تو کھرچ دینا کافی ہے۔	بخاری:229/ مسلم:288
نجاستوں کے دھونے کی تعداد	کتا اگر منہ ڈال دے تو اس کو سات بار دھونا جس میں ایک بار مٹی سے دھونا ضروری ہے باقی کسی بھی نجاست کے لئے تعداد شرط نہیں پاکی کا یقین اور نجاست کا اثر زائل ہونا ضروری ہے ہر نجاست کو کتے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔	نجاستوں کے دھونے کی تعداد
جب گھی میں چوہا گر جائے	آپ ﷺ نے فرمایا:" اس کو نکال دو اور اس کے آس پاس کے گھی کو نکال پھینکو اور اپنا باقی گھی استعمال کرو۔"	بخاری:235
خواتین کا برقعہ جس کا نچلا حصہ زمین پر گھسیٹتا ہے۔	ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ میں اپنا دامن لمبا رکھتی ہوں (جو زمین پر گھسیٹتا ہے) اور میں نجس جگہ میں بھی چلتی ہوں ؟ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:"اس کے بعد کی زمین (جس پر وہ گھسیٹتا ہے)اس کو پاک کر دیتی ہے	ابوداود:383

آدابِ قضائے حاجت - آدابِ استنجاء

1) اگر پاخانے پکے نہ ہوں تو قضائے حاجت کے لئے آبادی سے دور جائیں جہاں لوگوں کی نظر نہ پڑے۔

2) راستوں، سایہ دار درختوں یا لوگوں کے بیٹھنے آرام کرنے کی جگہوں تالاب یا نہر کے کناروں پر قضائے حاجت کی ممانعت۔

3) ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کیا جائے۔

4) بیماری، سردی یا کسی ضرورت کی وجہ سے پیشاب کے لئے مخصوص برتن میں پیشاب کرنا جائز ہے۔

5) زمین سے قریب ہونے تک کپڑے کو نہ اٹھائیں تاکہ ستر ڈھکی رہے۔

6) بیت الخلاء میں بایاں پاؤں داخل کرتے ہوئے یہ دعاء پڑھی جائے "اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ "

7) بیت الخلاء میں قضائے حاجت کے دوران قبلہ کی جانب منہ اور پیٹھ نہ کریں۔

8) کپڑے اور بدن کو پیشاب کے چھینٹوں سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔

9) دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کریں۔

10) پانی میسر ہو تو اسی سے استنجاء کریں۔

11) بیت الخلاء سے نکلنے پر "غفرانک" پڑھیں۔

12) قضائے حاجت کے بعد ہاتھ کو مٹی یا صابن سے ضرور دھوئیں۔

13) بصورت مجبوری کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے۔

14) "Urinary Pot" میں پیشاب کرنا بوقتِ ضرورت درست ہے۔

15) "Urinary Pot" کا پیشاب جلد از جلد پھینک دیں۔

16) پیشاب کرنے کے دوران نہ سلام کریں اور نہ ہی سلام کا جواب دیں

17) پیشاب کرنے کے لیے دیوار یا کسی چیز کی آڑ لینی چاہیئے۔

18) نماز پڑھنے سے پہلے اگر پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو تو پہلے فارغ ہو لیں پھر نماز پڑھیں۔

19) غسل خانوں میں پیشاب کرنا منع ہے اگر پیشاب کرنے کی جگہ اس میں نا بنی ہو۔

20) گھروں میں قضائے حاجت کے لیے "Attached Bathroom" بنانا درست ہے

21) پیشاب یا پاخانے سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ کے ساتھ منہ دھونا اچھا ہے۔

22) طہارت یعنی غسل اور وضوء وغیرہ کی شروعات سیدھے ہاتھ سے کرنی چاہئے

23) طہارت میں مبالغہ "Extreme/ Maximum Effort" کرنا چاہئے

24) پیشاب کرتے وقت اپنے عضو کو اپنے داہنے ہاتھ سے نہ پکڑیں الآیہ کہ کوئی عذر ہو

(1) قضائے حاجت کے لئے آبادی سے دور یا لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو جائیں:

((عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ،" أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ"))

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت (یعنی پیشاب اور پاخانہ) کے لیے جاتے تو دور تشریف لے جاتے تھے۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: قضائے حاجت (پیشاب و پاخانہ) کے لیے تنہائی کی جگہ میں جانے کا بیان۔ حدیث نمبر: 1 ، سنن الترمذي / الطهارة (20)، سنن النسائي / الطهارة (17)، سنن ابن ماجه / الطهارة (331)، (تحفة الأشراف: 11540)، مسند احمد (4/244)، سنن الدارمي / الطهارة 4 (686)، سلسلة الصحيحة: 1159، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا)

(2) راستوں، سایہ دار درختوں یا لوگوں کے فائدہ مند مقامات پر قضائے حاجت کی ممانعت:

راستوں، سایہ دار درختوں یا لوگوں کے فائدہ مند مقامات پر قضائے حاجت سے منع کیا گیا ہے:

((عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"

اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ: الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَالظِّلِّ"))

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لعنت کی تین چیزوں سے بچو: گھاٹ (پانی لینے کے راستے، نہر، تالاب کے کنارے) میں، عام راستے میں، اور سائے میں پاخانہ پیشاب کرنے سے“۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: ان جگہوں کا بیان جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کرنے سے روکا ہے۔ حدیث نمبر: 26، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 21 (328)، (تحفۃ الأشراف: 11370)

(3) ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کیا جائے:

((عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، " أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ "))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت۔ حدیث نمبر: 281)

(4) بیماری، سردی یا کسی مشقت کی وجہ سے برتن میں پیشاب کرنا جائز ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ، قالت: يَقُولُونَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ" لَقَدْ دَعَا بِالطَّسْتِ لِيَبُولَ فِيهَا فَانْخَنَثَتْ نَفْسُهُ". وَمَا أَشْعُرُ فَإِلَى مَنْ أَوْصَى))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مرض الموت میں) علی رضی اللہ عنہ کو خاص وصیت فرمائی جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے پیشاب کرنے

والا برتن منگوایا کہ اس میں پیشاب کریں، مگر (اس سے قبل ہی) آپ کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ (آپ فوت ہو گئے) مجھے پتہ بھی نہ چلا، تو آپ نے کس کو وصیت کی؟

(سنن نسائی / ابواب: فطری (پیدائشی) سنتوں کا تذکرہ / باب: طشت میں پیشاب کرنے کا بیان ۔حدیث نمبر: 33، صحیح البخاری / الوصایا 1 (2741)، المغازي 83 (4459)، صحیح مسلم / الوصیۃ 5 (1636)، سنن ابن ماجہ / الجنائز 64 (1626)، (تحفۃ الاشراف: 15970)، مسند احمد 6/ 32، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

(5) زمین سے قریب ہونے تک کپڑے کو نہ اٹھائیں تا کہ ستر ڈھکی رہے:

(6) بیت الخلاء میں بایاں پاؤں داخل کرتے ہوئے یہ دعاء پڑھی جائے:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ، قَالَ:" اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء جاتے تو یہ دعا پڑھتے " اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(صحیح بخاری / کتاب: دعاؤں کے بیان میں / باب: بیت الخلاء جانے کے لیے کون سی دعا پڑھنی چاہیے ۔حدیث نمبر: 6322، حدیث متعلقہ ابواب: بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا۔ حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم: 375)

(7/1) قبلہ کی طرف رخ نہ کرے (شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ):

((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلاَ يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلاَ يُوَلِّهَا ظَهْرَهُ، شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا))

جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں جائے تو قبلہ کی طرف منہ کرے نہ اس کی طرف پشت کرے (بلکہ) مشرق کی طرف منہ کر لو یا مغرب کی طرف۔

(بخاری:144)

یہ حکم مدینہ والوں کے لئے تھا کیونکہ ہمارے یہاں سے کعبہ مغرب میں پڑتا ہے اگر ہم اس پر عمل کریں تو فرمانِ رسول کی نافرمانی ہوگی۔

(2/7) بیت الخلاء میں قضائے حاجت کے دوران قبلہ کی جانب منہ اور پیٹھ نہ کریں:

یہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی موقف ہے:

حدیث:

((عن أبي أيُّوبَ الأنصاريِّ رَضِيَ اللهُ عنه أنَّ النبيَّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم قال: إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا، وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا"))

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو اس وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پیٹھ کرو۔ بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف اس وقت اپنا منہ کر لیا کرو۔

(صحیح بخاری / کتاب: نماز کے احکام و مسائل / باب: مدینہ اور شام والوں کے قبلہ کا بیان اور مشرق کا بیان۔ حدیث نمبر: 394، حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم: 264)

نوٹ: راجح یہ کہ امام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب تحفة الاحوذي جیسے بعض اہل علم نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث کی بناء پر آبادی اور صحراء میں فرق کرتے ہوئے فرمایا کہ قبلہ کی جانب منہ اور پیٹھ کرنے کی ممانعت کھلی و خالی جگہوں کے لئے ہے تاہم بند گھروں و عمارتوں میں جائز ہے۔

((عن عبدِ اللهِ بنِ عُمرَ رَضِيَ اللهُ عنهما، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ نَاسًا،

يَقُولُونَ: إِذَا قَعَدْتَ عَلَى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ:" لَقَدِ ارْتَقَيْتُ يَوْمًا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ جب قضاء حاجت کے لیے بیٹھو تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ بیت المقدس کی طرف (یہ سن کر) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے دو اینٹوں پر قضاء حاجت کے لیے بیٹھے ہیں۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: اس بارے میں کہ کوئی شخص دو اینٹوں پر بیٹھ کر قضائے حاجت کرے (تو کیا حکم ہے؟)۔ حدیث نمبر: 145، صحیح مسلم: 266)

(8) کپڑے اور بدن کو پیشاب کے چھینٹوں سے محفوظ رکھیں:

کپڑے اور بدن کو پیشاب کے چھینٹوں سے محفوظ رکھیں کیونکہ کپڑے اور بدن پر پیشاب کے چھینٹوں کے سبب عذاب قبر کی سخت وعید وارد ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:" مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، ثُمَّ قَالَ: بَلَى، كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ۔۔۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مدینہ یا مکے کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ (وہاں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کی آواز سنی جنھیں ان کی

قبروں میں عذاب کیا جارہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "بات یہ ہے کہ ایک شخص ان میں سے پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔۔۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے۔ حدیث نمبر: 216، حدیث متعلقہ ابواب: پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کا عذاب۔ صحیح مسلم: 262)

(9) دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کریں:

پہلی حدیث:

((عن أبي قتادة قال: قال رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم: إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَسْتَنْجِي بِيَمِينِهِ، وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ"))

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنا عضو اپنے داہنے ہاتھ سے نہ پکڑے، نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے، نہ (پانی پیتے وقت) برتن میں سانس لے۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: اس بارے میں کہ پیشاب کے وقت اپنے عضو کو اپنے داہنے ہاتھ سے نہ پکڑے۔ حدیث نمبر: 154، حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم: 267)

دوسری حدیث:

((عن سلمانَ رَضِيَ اللهُ عنه قَالَ: " نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ، أَوْ بَوْلٍ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، . . . "))

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: "ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا کہ پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے ،استنجا کریں داہنے ہاتھ سے یا تین پتھروں سے کم میں استنجا نہ کریں۔۔۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: استنجاء کا بیان۔ حدیث نمبر: 262)

(10) پانی میسر ہو تو اسی سے استنجاء کریں۔
(11) اگر پتھر سے استجمار کرے یعنی پاخانہ صاف کرے تو تین پتھر سے کم میں نہ کرے
(12) گوبر [لید] اور ہڈی سے استنجاء نہ کرے۔
(13) قضائے حاجت کے دوران سلام کا جواب نہ دے۔
(14) بیت الخلاء سے نکلتے ہوئے دایاں پاؤں باہر رکھیں اور یہ دعاء پڑھیں "غفرانک" اے اللہ ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں پڑھیں:

(حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا)

((عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، قالت: " كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ، قَالَ: " غُفْرَانَكَ "))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء (پاخانہ) سے نکلتے تو فرماتے تھے: "غُفْرَانَكَ" "اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں"۔

(سنن ترمذی / کتاب: طہارت کے احکام و مسائل / باب: بیت الخلاء (پاخانہ) سے نکلتے وقت کی دعا ۔ حدیث نمبر: 7، حدیث کے الفاظ ترمذی کے ہیں، سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: پاخانہ سے نکل کر آدمی کون سی دعا پڑھے ؟ حدیث نمبر: 30، سنن الترمذی / الطہارۃ 5 (7)، سنن النسائی / الکبری (9907)، الیوم واللیلۃ (79)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 10 (300)، (تحفۃ الاشراف: 17694)، سنن الدارمی / الطہارۃ (17/707)، احمد (25261)۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجہ (300) اور "صحیح سنن الترمذی" (7) کی حدیث کو صحیح قرار دیا)

(15) قضائے حاجت کے بعد صفائی کے اسباب اختیار کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑیں یا صابون وغیرہ استعمال کریں۔

(16) ضرورت وحاجت کے مواقع پر یا کسی مجبوری کی صورت میں پیشاب کے چھینٹوں سے بچتے ہوئے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے تاہم اس کو عادت نہ بنایا جائے۔

(17) "Urinary Pot" [ایسا برتن جو پیشاب کرنے کے لیے خاص ہو] اس میں پیشاب کرنا صحیح ہے:

(حدیث امیمہ رضی اللہ عنہا)

((عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ:" كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ"))

سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کے تخت کے نیچے لکڑی کا ایک پیالہ (رہتا) تھا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو پیشاب کرتے تھے۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: رات کو برتن میں پیشاب کر کے اسے اپنے پاس رکھنے کا بیان۔ حدیث نمبر: 24، سنن النسائی / الطہارۃ 28 (32)، (تحفۃ الأشراف: 15782)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا)

(18) "Urinary Pot" کا پیشاب جلد از جلد پھینک دیں:

((عن عبد الله بن يزيد قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" لَا يُنْقَعُ بَوْلٌ فِي طَسْتٍ فِي البيت، فإن الملائكة لا تدخل بيتا فيه بول، ولا يبولن في مغتسل "))

سیدنا عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گھر کے اندر تھال میں پیشاب کو نہ پڑا رہنے دیا جائے، کیونکہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں پیشاب ہو۔ نیز کوئی بندہ غسل خانے میں پیشاب نہ کیا کرے۔"

(سلسلہ احادیث صحیحہ / طہارت اور وضو کا بیان / گھر میں پیشاب پڑا نہ رہنے دیا جائے حدیث نمبر: 470 / رقم الحدیث ترقیم البانی: 2516)

(19) پیشاب کرنے کے دوران نہ سلام کریں اور نہ ہی سلام کا جواب دیں:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا فَرَغَ ضَرَبَ بِكَفَّيْهِ الأَرْضَ فَتَيَمَّمَ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلاَمَ))

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا، اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہ دیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب سے فارغ ہو گئے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پہ ماریں، اور تیمم کیا، پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب: پیشاب کے دوران سلام کا جواب، حدیث نمبر: 351، شیخ البانی نے اس حدیث کو " صحیح بلفظ الجدار مکان الأرض" قرار دیا ہے)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ:" مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، فَلَمَّا فَرَغَ ضَرَبَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ فَتَيَمَّمَ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ"))

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا، اس شخص نے آپ کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب نہ دیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب سے فارغ ہو گئے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پہ ماریں، اور تیمم کیا، پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

(سنن ابن ماجہ / کتاب: طہارت اور اس کے احکام و مسائل / باب: پیشاب کے دوران سلام کا جواب

۔ حدیث نمبر: 351، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، (تحفۃ الأشراف: 15401، مصباح الزجاجۃ: 145) (اس حدیث کی سند میں ضعف ہے اس لئے کہ مسلمہ بن علی ضعیف ہیں اور صحیحین میں "الأرض" کے بجائے "الجدار" کے لفظ سے یہ حدیث صحیح ہے، ملاحظہ ہو: صحیح ابوداود: 256)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ "الارض یعنی زمین" کے بجائے "الجدار یعنی دیوار" کے ساتھ اس روایت میں صحیح قرار دیا)

(20) پیشاب کرنے کے لیے دیوار یا کسی چیز کی آڑ لینی چاہئے:

((حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ رَأَيْتُنِي أَنَا وَالنَّبِيُّ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشَى، فَأَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَائِطٍ، فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ فَبَالَ، فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُهُ، فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ))

"سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جا رہے تھے کہ ایک قوم کی کوڑی پر (جو) ایک دیوار کے پیچھے (تھی) پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کھڑے ہو گئے جس طرح ہم تم میں سے کوئی (شخص) کھڑا ہوتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا اور میں ایک طرف ہٹ گیا، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اشارہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (پردہ کی غرض سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب سے فارغ ہو گئے (بوقت ضرورت ایسا بھی کیا جا سکتا ہے)۔"

(صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب: اپنے (کسی) ساتھی کے قریب پیشاب کرنا اور دیوار کی آڑ لینا، حدیث نمبر 225)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ رَأَيْتُنِي أَنَا وَالنَّبِيُّ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشَى،

فَأَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَائِطٍ، فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ فَبَالَ، فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُهُ، فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ"))

(ایک مرتبہ) میں اور رسول اللہ ﷺ جا رہے تھے کہ ایک قوم کی کوڑی پر (جو) ایک دیوار کے پیچھے (تھی) پہنچے۔ تو آپ ﷺ اس طرح کھڑے ہو گئے جس طرح ہم تم میں سے کوئی (شخص) کھڑا ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پیشاب کیا اور میں ایک طرف ہٹ گیا۔ تب آپ ﷺ نے مجھے اشارہ کیا تو آپ ﷺ کے پاس (پردہ کی غرض سے) آپ ﷺ کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ پیشاب سے فارغ ہو گئے۔

(صحیح بخاری/کتاب: وضو کے بیان میں/باب: اپنے (کسی) ساتھی کے قریب پیشاب کرنا اور دیوار کی آڑ لینا۔ حدیث نمبر: 225)

پتہ چلا کہ بوقت ضرورت ایسا بھی کیا جا سکتا ہے۔

(21) جماعت کے لیے اقامت کی صورت میں پہلے اپنی حاجت سے فارغ ہو جائیں جماعت کے لیے اقامت کہہ دی گئی ہو اور کسی کو پیشاب پاخانہ آ جائے تو پہلے وہ اپنی حاجت سے فارغ ہو جائے پھر نماز ادا کرے:

عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ قَالَ ---إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:" إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ الْخَلَاءَ وَقَامَتِ الصَّلَاةُ، فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ"))

جب تم میں سے کسی کو پاخانہ کی حاجت ہو اور اس وقت نماز کھڑی ہو چکی ہو تو وہ پہلے قضائے حاجت (پیشاب و پاخانہ) کے لیے جائے“۔

(سنن ابی داود/کتاب: طہارت کے مسائل/باب: کیا آدمی پیشاب و پاخانہ روک کر نماز پڑھ سکتا ہے؟

حدیث نمبر: 88، سنن الترمذی / الطھارۃ 108 (142)، سنن النسائی / الإمامة 51 (851)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 114 (616)، (تحفۃ الأشراف: 5141)، موطا امام مالک / صلاۃ السفر 17 (49)، مسند احمد (4/35)، سنن الدارمی / الصلاۃ 137 (1467)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

(22) بحالتِ مجبوری کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے:

((عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ لَقَدْ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ، فَبَالَ قَائِمًا"))

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، یا یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی کوڑی پر تشریف لائے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

(صحیح بخاری / کتاب: ظلم اور مال غصب کرنے کے بیان میں / باب: کسی قوم کے کوڑے کے پاس ٹھہرنا اور وہاں پیشاب کرنا۔ حدیث نمبر: 2471)

(23) غسل خانوں میں پیشاب کرنا منع ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ"، قَالَ أَحْمَدُ: ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فِيهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ))

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص ہرگز ایسا نہ کرے کہ اپنے غسل خانے (حمام) میں پیشاب کرے پھر اسی میں نہائے“۔ احمد کی روایت میں ہے: پھر اسی میں وضو کرے، کیونکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: غسل خانہ (حمام) میں پیشاب کرنے کی ممانعت کا بیان۔ حدیث نمبر: 27، سنن الترمذی / الطہارۃ 17 (21)، سنن النسائی / الطہارۃ 32 (36)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 12 (304)، (تحفۃ الأشراف: 9648)، احمد (5 / 56)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

(24) گھروں میں قضائے حاجت کے لیے "Attached Bathroom" بنانا ثابت ہے:

((عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: " لَقَدْ ظَهَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى ظَهْرِ بَيْتِنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ"))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا، تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو اینٹوں پر (قضاء حاجت کے وقت) بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے نظر آئے۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: گھروں میں قضائے حاجت کرنا ثابت ہے۔ حدیث نمبر: 149)

"Attached Bathroom" کے مسئلے میں شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں[15]:

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے حمام میں وضوء کرنے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو فرمایا کہ: حمام میں وضوء کرنے

---

[15] س: ما حكم من يتوضأ داخل الحمام، وهل يجوز وضوءه؟

ج: لا بأس أن يتوضأ داخل الحمام، إذا دعت الحاجة إلى ذلك، ويسمي عند أول الوضوء، يقول: (بسم الله)؛ لأن التسمية واجبة عند بعض أهل العلم، ومتأكدة عند الأكثر، فيأتي بها وتزول الكراهة؛ لأن الكراهة تزول عند وجود الحاجة إلى التسمية، والإنسان مأمور بالتسمية عند أول الوضوء، فيسمي ويكمل وضوءه.

وأما التشهد فيكون بعد الخروج من الحمام –وهو: محل قضاء الحاجة– فإذا فرغ من وضوئه يخرج ويتشهد في الخارج.

أما إذا كان الحمام لمجرد الوضوء ليس للغائط والبول، فهذا لا بأس أن يأتي بها فيه؛ لأنه ليس محلاً لقضاء الحاجة.[١]

من برنامج نور على الدرب الشريط رقم (٨)، (مجموع فتاوى ومقالات الشيخ ابن باز ١٠/ ٢٨).

کی ضرورت پیش آجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

https://binbaz.org.sa/fatwas/3588/%D8%AD%D9%83%D9%85-%D8%A7%D9%84%D9%88%D8%B6%D9%88%D8%A1-%D8%AF%D8%A7%D8%AE%D9%84-%D8%A7%D9%84%D8%AD%D9%85%D8%A7%D9%85

صالح المنجد حفظہ اللہ: شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ[16]:

صالح المنجد حفظہ اللہ: شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے اٹیچ باتھ روم میں وضوء کرنے پر نجاست سے ملوث ہونے کے شک کے تئیں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اصل اصول یہی ہے کہ طہارت باقی رہتی ہے تا آنکہ بدن یا کپڑوں کی نجاست کا یقین ہو جائے۔

https://islamqa.info/ar/answers/132973/%D8%AD%D9%83%D9%85-%D8%A7%D9%84%D9%88%D8%B6%D9%88%D8%A1-%D8%AF%D8%A7%D8%AE%D9%84-%D8%A7%D9%84%D8%AD%D9%85%D8%A7%D9%85

(25) پیشاب یا پاخانے سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ منہ دھونا:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ـ رضى الله عنهما ـ قَالَ بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى حَاجَتَهُ، غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ

[16] وسئل الشيخ ابن عثيمين رحمه الله : عن بعض الناس عندما يريدون الوضوء يتوضؤون داخل الحمامات المخصصة لقضاء الحاجة فيخرجون وقد ابتلت ملابسهم ولا شك أن الحمامات لا تخلو من النجاسات فهل تصح الصلاة في ملابسهم تلك ؟ وهل يجوز لهم فعل ذلك ؟

فأجاب : "قبل أن أجيب على هذا السؤال أقول : إن هذه الشريعة ولله الحمد كاملة في جميع الوجوه، وملائمة لفطرة الإنسان التي فطر الله الخلق عليها، وحيث إنها جاءت باليسر والسهولة، بل جاءت بإبعاد الإنسان عن المتاهات في الوساوس والتخيلات التي لا أصل لها، وبناء على هذا ؛ فإن الإنسان بملابسه الأصل أن يكون طاهراً ما لم يتيقن ورود النجاسة على بدنه أو ثيابه، وهذا الأصل يشهد له قول النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حين شكا إليه الرجل يخيل إليه أنه يجد الشيء في صلاته يعني الحدث، فقال صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (لا ينصرف حتى يسمع صوتاً، أو يجد ريحاً) . فالأصل بقاء ما كان على ما كان، فثيابهم التي دخلوا بها الحمامات التي يقضون بها الحاجة كما ذكر السائل إذا تلوثت بماء فَمَنِ الذي يقول إن هذه الرطوبة هي رطوبة النجاسة من بول أو غائط أو نحو ذلك؟ وإذا كنا لا نجزم بهذا الأمر فإن الأصل الطهارة، صحيح إنه قد يغلب على الظن أنها تلوثت بشيء نجس، ولكنا ما دمنا لم نتيقن، فإن الأصل بقاء الطهارة، ولا يجب عليهم غسل ثيابهم ولهم أن يصلوا بها ولا حرج" انتهى من "مجموع فتاوى ابن عثيمين" (١٢/٣٦٩) .

وننبه إلى أنه لو فرض وجود النجاسة وتحقق الإنسان من وصولها إلى ثوبه، فإن هذا لا يبطل وضوءه، لكن لا تصح صلاته إذا علم بها حتى يزيلها، فالنجاسة لا تؤثر على الوضوء وإنما تؤثر على صحة الصلاة، فيلزمه ـ إن تيقن حصول النجاسة ـ أن يغسلها قبل الصلاة، ثم يصلي بذلك الوضوء، ولا يبطل وضوؤه بذلك.

نَامَ"---))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں میمونہ کے یہاں ایک رات سویا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حوائج ضروریہ پوری کیں اس کے بعد اپنا چہرہ دھویا ، پھر دونوں ہاتھ دھوئے اور پھر سو گئے "---

(صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: اگر رات میں آدمی کی آنکھ کھل جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے، حدیث نمبر:6316۔ وسنن ابن ماجہ:508)

(26)طہارت یعنی غسل اور وضوء وغیرہ کی شروعات سیدھے ہاتھ سے کرنی چاہئے :

((عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: " إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ، وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ، وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ "))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے میں دائیں طرف سے شروعات کرتے کنگھا کرنے اور جوتا پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند کرتے۔

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب:طہارت داہنی طرف سے شروع کرے۔ حدیث نمبر: 268، سنن ابن ماجہ / کتاب:طہارت اور اس کے احکام و مسائل / باب: دائیں طرف سے وضو شروع کرنے کا بیان ۔ حدیث نمبر: 401 ۔ صحیح البخاری / الوضوء 31 (168)، الصلاۃ 47 (426)، الأطعمة (5380)، سنن ابی داود / اللباس 44 (4140)، سنن الترمذی / الصلاۃ 311 (608)، سنن النسائی / الطہارۃ 90 (112)، (تحفۃ الأشراف: 17657)، مسند احمد[6/ 94، 130، 147، 188، 202، 210])

(27)طہارت میں مبالغہ "Maximum Effort" کرنا چاہئے:

((عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلَّم : " لَتُنْهَكُنَّ الْأَصَابِعَ بِالطَّهُورِ أَوْ لَتَنْهَكَنَّهَا النَّارُ))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" تم طہارت والے پانی کے ساتھ انگلیوں کو مبالغہ کے ساتھ دھوؤ گے، (وگرنہ) آگ ان کو خوب جلائے گی۔"

(سلسلہ احادیث صحیحہ / طہارت اور وضو کا بیان / نامکمل وضو باعث ہلاکت ہے، حدیث نمبر: 406، رقم الحديث ترقيم الباني:3489)

(28)پیشاب کرتے وقت اپنے عضو کو اپنے داہنے ہاتھ سے نہ پکڑیں الاّیہ کہ کوئی عذر ہو :

((عن أبي قَتادةَ قال: قال رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم: إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَسْتَنْجِي بِيَمِينِهِ، وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ"))

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنا عضو اپنے داہنے ہاتھ سے نہ پکڑے، نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے، نہ (پانی پیتے وقت) برتن میں سانس لے۔

(صحیح بخاری / کتاب: وضو کے بیان میں / باب: اس بارے میں کہ پیشاب کے وقت اپنے عضو کو اپنے داہنے ہاتھ سے نہ پکڑے۔ حدیث نمبر: 154، حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم: 267)

پانی سے متعلق مسائل

(1)ماء مستعمل کی تعریف

"وہ پانی جو استعمال کیا جاچکا؛ جیسے وضوء کے اعضاء سے ٹپکنے والا پانی یا غسل کے دوران استعمال کیا ہوا پانی" اپنی اصل یعنی طہارت پر باقی رہتا ہے یعنی طاہر (خود پاک) اور مطہر (پاک کرنے والا)۔

لیکن شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر کوئی ایسے ماء مستعمل سے احتیاط برتے جس کی زیادہ مقدار صاف پانی میں شامل ہو تو ایسی احتیاط جائز ہے لیکن ماء مستعمل کے مطہر (پاک کرنے والا) ہونے میں محدثین کی اکثریت اسکے موافق ہیں البتہ احناف حضرات اسکے مخالف ہیں[17]۔

(2)ماء مخالط طاہر:

ماء مخلوط طاہر: (پاک چیز سے ملا ہوا پانی)، اس کی تین قسمیں ہیں:

1) وہ پانی پاک ہے جس میں کوئی پاک چیز مل جائے[18]۔

---

[17] سنن ابو داؤد: ١٣٠ قال ابن المنذر : " وَفِي إِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ النَّدَى الْبَاقِي عَلَى أَعْضَاءِ الْمُتَوَضِّئِ وَالْمُغْتَسِلِ وَمَا قَطَرَ مِنْهُ عَلَى ثِيَابِهِمَا طَاهِرٌ : دَلِيلٌ عَلَى طَهَارَةِ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ ، وَإِذَا كَانَ طَاهِرًا ، فَلَا مَعْنَى لِمَنْعِ الْوُضُوءِ بِهِ بِغَيْرِ حُجَّةٍ يَرْجِعُ إِلَيْهَا مَنْ خَالَفَ الْقَوْلَ" انتهى من "الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف" (١/٢٨٨).

واختار هذا القول : شيخ الإسلام ابن تيمية ، فقال: " كل ما وقع عليه اسم الماء فهو طاهر طهور ، سواء كان مستعملا في طهر واجب ، أو مستحب أو غير مستحب " انتهى من "مجموع الفتاوى" (١٩/٢٣٦) .

وذكر المرداوي في كتابه "الإنصاف" (١/٣٥) أن هذا القول اختاره كثير من علماء الحنابلة ثم قال : "وَهُوَ أَقْوَى فِي النَّظَرِ" انتهى.

وهو اختيار الشيخ عبد الرحمن السعدي ، وكذلك الشيخ ابن باز والشيخ ابن عثيمين رحمهم الله جميعاً .

والأولى عدم استعماله احتياطا لصحة العبادة ، حتى لا يتوضأ المسلم وضوءاً وهو يشك في صحته .

قال الشيخ ابن باز : " والصواب أنه طهور، فلو أن إنسانا تطهر من حوض صغير، أو من إناء كبير، ثم صب ماءه الذي تطهر فيه في إناء آخر، فتوضأ به آخر فلا بأس إذا كان ليس به نجاسة . . . .

لكن تركه أحسن من باب دع ما يريبك إلى ما لا يريبك" انتهى من "فتاوى نور على الدرب" (٥/٢٧٢).

وقال أيضاً : " ترك الوضوء من مثل هذا الماء المستعمل أولى وأحوط ؛ خروجاً من الخلاف، ولما يقع فيه من بعض الأوساخ الحاصلة بالوضوء به أو الغسل" . انتهى من "مجموع فتاوى ابن باز" (١٠/١٨).

[18] ( ) إذا اختلط الماء الطهور بشيء من الطاهرات ، ولم يتغير لونه ، ولا طعمه ، ولا ريحه ، فهو باقٍ على طهوريته ، لأن الماء باق على إطلاقه .

2) لیکن اگر پانی میں ایسی تبدیلی ہو جائے جس سے وہ ماء مطلق نہ رہ پائے تو ایسی صورت میں وہ طاہر تو ہو گا مطہر نہیں جیسے شربت وغیرہ طاہر تو ہے لیکن مطہر نہیں[19]۔

3) پانی میں تھوڑا آٹا گرنے سے اس پانی سے طاہر و مطہر کی خصوصیت ختم نہیں ہو جاتی لہذا اس سے وضو جائز ہے[20]۔

قال ابن قدامة : " وَلَا نَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي جَوَازِ الْوُضُوءِ بِمَاءٍ خَالَطَهُ طَاهِرٌ ، لَمْ يُغَيِّرْهُ " انتهى من " المغني " (٢٥/١) .

فإذا سقط شيء قليل من الباقلا ، أو الحمص ، أو الورد ، أو الزعفران وغيره في ماء ، فلم يوجد له طعم ولا لون ولا رائحة ، جازت الطهارة به .

مثل ذلك لو تغير الماء بذلك تغيراً يسيراً ، فلا يضره ذلك .

ويدل على هذا حديث أُمِّ هَانِئٍ : " أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ هُوَ وَمَيْمُونَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِي قَصْعَةٍ فِيهَا أَثَرُ الْعَجِينِ " . رواه النسائي (٢٤٠) ، وصححه النووي في " خلاصة الأحكام " (٦٧/١) ، والألباني في " الإرواء " (٢٧) .

(أثر الْعَجِين) : هُوَ الدَّقِيق المعجون قَالَ الطِّيبِيُّ: " الظَّاهِرُ أَنَّ أَثَرَ الْعَجِينِ فِي تِلْكَ الْقَصْعَةِ لَمْ يَكُنْ كَثِيرًا " . . انتهى من " مرقاة المفاتيح

قال النووي : " وإن كان يسيرا ، بأن وقع فيه قليل زعفران فاصفرَّ قليلاً ، أو صابون أو دقيق فابيض قليلاً ، بحيث لا يضاف إليه ، فالصحيح أنه طهور ؛ لبقاء الاسم انتهى من " المجموع شرح المهذب " (١٠٣/١) ، يعني : بقاء اسم الماء المطلق عليه " (٤٥٧/٢) .

[19] قال ابن قدامة : " مَا خَالَطَهُ طَاهِرٌ فَغَيَّرَ اسْمَهُ ، وَغَلَبَ عَلَى أَجْزَائِهِ ، حَتَّى صَارَ صِبْغًا ، أَوْ حِبْرًا ، أَوْ خَلًّا ، أَوْ مَرَقًا ، وَنَحْوَ ذَلِكَ ، وما طُبِخَ فِيهِ طَاهِرٌ فَتَغَيَّرَ بِهِ ، كَمَاءِ الْبَاقِلَّا الْمَغْلِيِّ ، فَجَمِيعُ هَذِهِ الْأَنْوَاعِ لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ بِهَا ، وَلَا الْغُسْلُ ، لَا نَعْلَمُ فِيهِ خِلَافًا " .

انتهى من " المغني " (٢٠/١) بتصرف يسير .

[20] (١٣١:١) الطبرانی (٢٥٣:٩)

وقال شيخ الإسلام ابن تيمية : " فَمَا دَامَ يُسَمَّى مَاءً ، وَلَمْ يَغْلِبْ عَلَيْهِ أَجْزَاءُ غَيْرِهِ : كَانَ طَهُورًا ، كَمَا هُوَ مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَحْمَد فِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرَى عَنْهُ ، وَهِيَ الَّتِي نَصَّ عَلَيْهَا فِي أَكْثَرِ أَجْوِبَتِهِ .

وَهَذَا الْقَوْلُ هُوَ الصَّوَابُ ؛ لِأَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى قَالَ: (وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ) .

وَقَوْلُهُ: (فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً) نَكِرَةٌ فِي سِيَاقِ النَّفْيِ ، فَيَعُمُّ كُلَّ مَا هُوَ مَاءٌ ، لَا فَرْقَ فِي ذَلِكَ بَيْنَ نَوْعٍ وَنَوْعٍ " انتهى من " مجموع الفتاوى" (٢١/ ٢٦) .

(3) پانی پر ناپاکی کا حکم کیسے لگائیں؟:

اس کی دو قسمیں ہیں:

1) نجاست کی وجہ سے پانی کے تین اوصاف یعنی مزہ، رنگ اور بو میں سے کوئی ایک وصف بھی بدل جائے تو ایسا پانی نجس ہو گا۔ (اجماع)[21]

2) اگر کسی جگہ پانی بھرا ہوا ملے اور ہمیں اسکے بارے میں پتہ نہ ہو کہ پاک ہے یا ناپاک ہے، تو اسکی تین چیزیں دیکھی جائیں اسکا مزہ، رنگ اور بو اگر ان میں سے کوئی بھی چیز بدلی ہوئی نہ ہو اور پانی کی طرح ہو تو ایسا پانی پاک ہو گا اور اگر کوئی چیز بدلی ہو تو ناپاک مانا جائے گا[22]۔

دلیل: ”حدیث بئر بضاعة“[23]:

ثم قال : " وَأَيْضًا : فَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَمَرَ بِغَسْلِ الْمُحْرِمِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ) (وَأَمَرَ بِغَسْلِ ابْنَتِهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ) (وَأَمَرَ الَّذِي أَسْلَمَ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ) وَمِنْ الْمَعْلُومِ : أَنَّ السِّدْرَ لَا بُدَّ أَنْ يُغَيِّرَ الْمَاءَ ، فَلَوْ كَانَ التَّغَيُّرُ يُفْسِدُ الْمَاءَ لَمْ يَأْمُرْ بِهِ " .

انتهى من " مجموع الفتاوى" (٢١/ ٢٦) .

وسئل الشيخ ابن باز رحمه الله عن : خلط مياه الشرب بمادة الكلور ، وهي مادة تغير لون وطعم الماء ، فهل يؤثر هذا على تطهيره للمتوضئ ؟

فأجاب : " تغير الماء بالطاهرات وبالأدوية التي توضع فيه لمنع ما قد يضر الناس ، مع بقاء اسم الماء على حاله ، فإن هذا لا يضر ، ولو حصل بعض التغير بذلك " .

انتهى من " فتاوى الشيخ ابن باز" (١٠/١٩) .

قال ابن قدامة : " وَلَا نَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي جَوَازِ الْوُضُوءِ بِمَاءٍ خَالَطَهُ طَاهِرٌ ، لَمْ يُغَيِّرْهُ " انتهى من " المغني " (١/٢٥) .

21 " ابن المنذر الأوسط" **(260/1)**

22 **"**ابن المنذر: الإجماع" صـ**35.**

23 **(4)**(حديث بئر بضاعة :رواه أبو داود (٦٦) ، والترمذي (٦٦) ، والنسائي (٣٢٦) ، وأحمد (١١٢٥٧)

وهو حديث صحيح، صححه الإمام أحمد ، كما في "إغاثة اللهفان" (١/١٥٦)، والبغوي في "شرح السنة" (٢/ ٦١)، وابن القطان في "بيان الوهم والإيهام" (٣/ ٣٠٩)، والنووي في "المجموع" (١/ ٨٢)، وابن تيمية في "مجموع الفتاوى" (٢١/ ٤١)، وغيرهم، بهذا اللفظ : الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ

اور حدیث "الماء طهور لا ينجسه شيء"، یعنی جب تک ایک وصف بھی نہ بدل جائے مزہ، رنگ، بو۔

پتہ چلا کہ اگر پانی کا کوئی ایک وصف یعنی مزہ، رنگ اور بو تبدیل نہ ہو تو وہ پاک ہو گا جیسے حدیث "بئر بضاعة" میں اس کی دلیل موجود ہے:

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ، وَهِيَ بِئْرٌ يُطْرَحُ فِيهَا الْحِيَضُ وَلَحْمُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ"))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: کیا ہم بئر بضاعہ کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں، جب کہ وہ ایسا کنواں ہے کہ اس میں حیض کے کپڑے، کتوں کے گوشت اور بدبو دار چیزیں ڈالی جاتی ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانی پاک ہے، اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی"۔

(سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: بضاعہ نامی کنویں کا بیان۔ حدیث نمبر: 66، سنن الترمذی / الطہارۃ 49 (66)، سنن النسائی / المیاہ 1 (327، 328)، (تحفۃ الأشراف: 4144)، مسند احمد (3/15، 16، 31، 86)، شیخ البانی رحمہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

پانی کے اوصاف یعنی مزہ، رنگ اور بو کے تبدیل ہونے پر اس کے نجس ہونے کا حکم اجماع کی بنیاد پر لگایا گیا ہے کیونکہ اس ضمن میں وارد حدیث ضعیف درجہ کی ہے[24]۔

---

24 قال النووي رحمه الله:
اتَّفَقُوا عَلَى ضَعْفِهِ، وَنَقَلَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَضْعِيفَهُ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ، وَبَيَّنَ الْبَيْهَقِيُّ ضَعْفَهُ، وَهَذَا الضَّعْفُ فِي آخِرِهِ وَهُوَ الِاسْتِثْنَاءُ، وَأَمَّا قَوْلُهُ (الْمَاءُ طهور لا ينجسه شيء) فصحيح مِنْ رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ" انتهى من "المجموع" (١/ ١١٠) .

((عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ، إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ، وَطَعْمِهِ، وَلَوْنِهِ"))

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی مگر جو چیز اس کی بو، مزہ اور رنگ پر غالب آجائے"۔

(سنن ابن ماجہ / کتاب: طہارت اور اس کے احکام و مسائل / باب: حوض اور تالاب کا بیان۔ حدیث

وقال الحافظ العراقي رحمه الله : أخرجه ابْن مَاجَه من حَدِيث أبي أُمَامَة بِإِسْنَاد ضَعِيف، وَقد رَوَاهُ بِدُونِ الِاسْتِثْنَاء أَبُو دَاوُد وَالنَّسَائِيّ وَالتِّرْمِذِيّ من حَدِيث أبي سعيد ، وَصَححهُ أَبُو دَاوُد وَغَيره انتهى من "تخريج أحاديث الإحياء" (ص: ١٥٣) .

وقال ابن الملقن رحمه الله:

" الِاسْتِثْنَاء الْمَذْكُور ضعيفٌ، لَا يحلّ الِاحْتِجَاج بِهِ، لِأَنَّهُ مَا بَين مُرْسل وَضَعِيف "

انتهى من "البدر المنير" (١/ ٤٠١) .

وقال الشيخ الألباني رحمه الله:

" مدار الحديث على راشد بن سعد ، وقد اختلف عليه، فمنهم من رفعه عنه، ومنهم من أوقفه، ومن رفعه؛ منهم من أسنده، ومنهم من أرسله .

وكل من المسند والمرسل ضعيف لا يحتج بحديثه، على أنه لو كان المرسِل ثقة، لكان علة قادحة في الحديث ؛ فكيف ومرسله ضعيف؟ " انتهى من "سلسلة الأحاديث الضعيفة" (٦/ ١٥٤) .

وقد سئل الرسول صلى الله عليه وسلم عن الوضوء بماء بئر بضاعة مع ما يلقى فيها من لحوم الكلاب وغيرها من النجاسات والنتن ، فقال : (الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ) أخرجه النسائي (٣٢٦) ، وصححه الألباني في "صحيح الجامع" (١٩٢٥) .

فما دام الماء لم يتغير بالنجاسة فهو طهور .

قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله : " وَهَذَا اللَّفْظُ عَامٌّ فِي الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ ، وَهُوَ عَامٌّ فِي جَمِيعِ النَّجَاسَاتِ " انتهى من "مجموع الفتاوى" (٢١/٣٣).

وقال ابن القيم رحمه الله في "حاشيته" على السنن (١/٨٣) :

" فوضوؤه من بئر بضاعة ، وحالها ما ذكروه له : دليل على أن الماء لا يتنجس بوقوع النجاسة فيه ، ما لم يتغير" انتهى

وجاء في " فتاوى اللجنة الدائمة – المجموعة الأولى " (٥/٨٤) :

" الأصل في الماء الطهارة ، فإذا تغير لونه أو طعمه أو ريحه بنجاسة ، فهو نجس سواء كان قليلا أو كثيرا ، وإذا لم تغيره النجاسة ، فهو طهور " انتهى .

نمبر: 521 ، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، (تحفۃ الأشراف: 4860، مصباح الزجاجۃ: 218) (اس حدیث کی سند میں رشدین اور راشد بن سعد دونوں ضعیف ہیں، یہ حدیث صحیح نہیں ہے، لیکن علماء کا اس کے عمل پر اجماع ہے، یعنی اگر نجاست پڑنے سے پانی میں تبدیلی پیدا ہو جائے تو وہ پانی نجس ہے)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ فِي الْفَلَاةِ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ السِّبَاعِ وَالدَّوَابِّ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ "))

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا جا رہا تھا جو میدان میں ہوتا ہے اور جس پر درندے اور چوپائے آتے جاتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: "جب پانی دو قلہ ہو تو وہ گندگی کو اثر انداز ہونے نہیں دے گا، اسے دفع کر دے گا"۔

(سنن ترمذی / کتاب: طہارت کے احکام و مسائل / باب: پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی سے متعلق ایک اور باب۔ حدیث نمبر: 67، سنن ابی داود / الطہارۃ 33 (63)، سنن النسائی / الطہارۃ 44 (52)، المیاہ 2 (329)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 75 (517، 518) (تحفۃ الأشراف: 7305)، مسند احمد (1/ 12، 26، 38، 107)، سنن الدارمی / الطہارۃ 55 (758)، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجہ (517) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

اور حدیث "الماء طهور لا ينجسه شيء" یعنی جب تک ایک وصف بھی نہ بدل جائے مزہ، رنگ، بو۔ جب تک ایک وصف بھی نہ بدل جائے مزہ، رنگ، بو (یہ قید اجماع کی بنیاد پر لگائی گئی کیونکہ اس ضمن میں جو حدیث ہے وہ سنداً ضعیف ہے بالاجماع اسکا معنی صحیح ہے):

((وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيّ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ: الْمَاءُ طَهُورٌ، لاَ يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ» رَوَاهُ الثّلاَثَةُ(١)وَصَحّحَهُ أَحْمَدُ))

زَادَ ابْنُ مَاجَه -مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ: «إِلاّ مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَلَوْنِهِ»(٢)، وَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ، وَالأَصْلُ فِي ذَلِكَ الإِجْمَاعُ.

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا- أَنّ رَسُولَ اللهِ -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ- قَالَ: «إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلّتَيْنِ؛ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ» رَوَاهُ الْخَمْسَةُ٣)).

1) صحيح: أخرجهأحمد في المسند (١١٢٥٧، ١١٨١٥، ١١٨١٨)، أبو داود: كتاب الطهارة، باب ما جاء في بئر بضاعة (٦٦،٦٧)، الترمذي: كتاب أبواب الطهارة، باب الماء لا ينجسه شيء (٦٦)، قال الترمذي: حسن،النسائي: كتاب المياه، باب ذكر بئر بضاعة (٣٢٦)، قال الألباني في صحيح أبي داود: صحيح.

2) ضعيف: أخرجه ابن ماجه: كتاب الطهارة وسننها، باب الحياض (٥٢١)، قال الألباني في ضعيف ابن ماجه: ضعيف.

3) -٣ صحيح: أخرجه أحمد في المسند (٤٨٠٣، ٥٨٥٥)، أبو داود: كتاب الطهارة، باب ما ينجس الماء (٦٣)، الترمذي: كتاب أبواب الطهارة، باب الماء لا ينجسه شيء (٦٧)، النسائي: كتاب الطهارة، باب التوقيت في الماء (٥٢)، ابن ماجه: كتاب الطهارة وسننها، باب مقدار الماء الذي لا ينجس (٥١٧، ٥١٨)، قال الألباني في صحيح أبي داود: صحيح.

(3)دو مٹکے سے کم پانی کی دو قسمیں:1-دو مٹکوں سے کم پانی 2-بہت ہی تھوڑا پانی

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

" صحیح بات یہ ہے کہ:

(1)دو مٹکے سے کم پانی بھی تبھی نجس ہو گا جب پانی کے تین اوصاف میں سے کوئی بھی وصف بدل جائے،یعنی دو مٹکے سے کم پانی کا حکم بھی وہی ہے جو دو مٹکے پانی کا ہے؛کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (پانی پاک ہوتا ہے،اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی)۔۔۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مٹکوں کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ اس سے پانی اگر کم ہو گا تو پھر غور وخوض کرنا پڑے گا کہ نجاست گرنے سے پانی کا کوئی وصف تبدیل تو نہیں ہو گیا،اس لیے آپ نے دو مٹکوں کا ذکر نہیں کیا کہ ان سے کم پانی نجاست گرتے ہی نجس ہو جائے گا۔اس حدیث کا یہ مفہوم سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی وجہ سے ہے۔

(2)نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بالکل تھوڑا سا پانی عام طور پر نجاست گرنے سے ہی تبدیل ہو جاتا ہے،اس لیے تھوڑے سے پانی کو بہا دیا جائے،اور ایسے پانی کو استعمال کرنے سے بچیں۔"ختم شد

"مجموع فتاوی ابن باز"(10/16)

(3)دو قلۃ سے کم پانی کے احکامات میں کافی اختلاف ہے جو یہ عوامی کتاب متحمل نہیں،لہذا مطول کتب فقہ مقارن کی طرف رجوع کیا کیا جائے یا راسخ علماء سے پوچھ کر حل کیا جا سکتا ہے[25]۔

(4)اگر پانی میں ہواؤں یا پانی کے بہاؤ سے بہتے ہوئے پتے،لکڑیاں اور کچرا وغیرہ نوعیت کی کچھ چیزیں واقع ہو جائیں اور اس میں تغیر پیدا ہو تو وہ نجس نہ ہو گا بلکہ اپنی اصل حالت یعنی طاہر و مطہر ہی رہے گا۔

(5)پانی میں یا حوض میں اگنے والے پودے یا پانی کی صفائی والا کوئی مواد ڈالا جائے تو پانی کی اصلیت و طہوریت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

---

[25] مزیدحوالے قدیم مصادرسے : وقد سئل الرسول صلى الله عليه وسلم عن الوضوء بماء بئر بضاعة مع ما يلقى فيها من لحوم الكلاب وغيرها من النجاسات والنتن ، فقال : (الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ) أخرجه النسائي (٣٢٦) ، وصححه الألباني في "صحيح الجامع" (١٩٢٥) .

فما دام الماء لم يتغير بالنجاسة فهو طهور

(6) اگر پانی میں مٹی گرنے سے اس کا رنگ بدل جائے تو پانی کی پاکی پر کوئی اثر نہ ہو گا کیوں کہ مٹی بھی پانی کی طرح طہارت کے لیے طہوریت کی صفت اپنے اندر رکھتی ہے۔

(7) بدبودار و متعفن پانی یا بہت دنوں سے ٹھہرے ہوئے بدبودار پانی کو "ماء آجن" کہا جاتا ہے اور یہ پانی اپنی اصل پر باقی رہتا ہے تاوقتیکہ اس کی اصلیت وطہوریت ختم نہ ہو جائے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں اجماع نقل کیا ہے اور ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جمہور کی رائے یہی ہے اور اس سلسلہ میں کسی کے اختلاف سے اس حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا[26]۔

(8) اگر جسم کے کسی عضوء پر زعفران یا آٹا جیسی کوئی طاہر و پاک چیز لگ جائے تو ایسی چیزیں جسم کی طہارت کو ختم نہیں کرتیں۔

(9) مذکورہ نکتہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ صابون کے ساتھ غسل کرنے کی۔

صورت میں طہارت باقی رہتی ہے جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عہد صحابہ میں صفائی کے لئے استعمال کئے جانے والے "خطمی" پودے سے غسل کرنے کی اجازت دی[27]۔

(10) ماء مشمس یا ماء ساخن یعنی سورج کی گرمی سے گرم کیا گیا یا سولار سسٹم یا سخانات کہربائیہ یعنی کرنٹ کے ذریعہ سے پانی گرم کرنے والی جیسی کسی مشین سے گرم کیا گیا پانی طاہر و مطہر ہے، جیسا کہ سیدنا عمر اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قمقمہ میں گرم کیے گئے پانی سے غسل کیا[28]۔

(11) زمزم کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔

(12) درج ذیل پانی پاک ہیں:

1. سمندری پانی (هو الطهور ماء: اس کا پانی پاک ہے)
2. دریا اور چشموں کا پانی: (انفال 11)

---

26 [المغنی ١/١٤، الاجماع ص 4
27 (ابن ابی شیبہ: 17:1)
28 (دار قطنی: 1/37) اسی طرح ابن عمر بھی (ارواء الغلیل: 17)

3. کنوؤں کا پانی (بئر بضاعۃ اور بیرحاء)

4. بارش کا پانی (سورۃ فرقان 48)

5. اور برف اور اولوں سے پگھلا ہوا پانی۔

(13) اصل یہ ہے کہ پانی پاک ہے اور اگر اس کی پاکی کے تئیں شک ہو جائے تو اصل کی طرف لوٹاتے ہوئے اس کو پاک سمجھا جائے گا اور شک کو رد کیا جائے گا تا آنکہ نجاست کا یقین نہ ہو جائے۔

(ابن عثیمین و شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہما -القواعد الفقهية)

الاصل فی میاهنا الطهارة

والارض والثياب والحجارة

(14) اگر پانی کی نجاست زائل ہو جائے تو اس پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر پانی میں وافر مقدار میں مزید پانی ملا دیا جائے یا وہ ازخود پاک ہو جائے یا جدید آلات اور ٹکنالوجی کے ذریعہ انہیں اس حد تک صاف کیا جائے کہ اس میں مزہ، رنگ اور بو پر مشتمل نجاست کا اثر باقی نہ رہے اور پانی واپس اپنی اصلیت پر آجائے تو ایسا پانی پاک ہے اور فقہ کی کتابوں میں اس تبدیل شدہ پانی کو "استحالہ" کہا جاتا ہے[29]۔

(15) علماء کے نزدیک استحالہ سے پاک ہو جانے کا تصور معقول و مقبول ہے[30]۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

---

[29] شرح بلوغ المرام ،الموسوعة الفقهية الميسرة ، الفقه الشامل

[30] ابن حزم-المحلى: ١/١٦٦، ابن تيميه -الفتاوى المصريه: ص١٩

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے ؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا، ان شاء اللہ، کئی ماہ تو دن کے ساتھ مکمل راتیں بھی لگ گئیں الحمدللہ، چار مسالک کے فقہی اقوال جمع کر کے اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے سارے جدید اور قدیم مصادر و کتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی محنت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل کہ یہ اس کی توفیق سے ممکن ہو سکا۔﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ﴾

اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس کام کے ساتھ ساتھ دیگر آسک اسلام پیڈیا کے پراجکٹس پر بھی کام جاری ہے اور اس کے علاوہ تفسیر کے پراجکٹس اور فقہ کے پرجکٹس پر بھی کام جاری ہے لہذا الگ الگ پراجکٹس کے لئے بھی وقت کو تقسیم کرنا پڑتا ہے، تاخیر کے لیے میں معذرت خواہ ہوں ان حضرات سے جو کتاب الطہارۃ کے منتظر تھے۔ شکریہ

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com I www.askislampedia.com I www.askmadani.com

Dr. Shaikh Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Alim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyderabad, TS, INDIA.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)